

اسلامی مالیات میں اجتماع العقود کا تصور

The Concept of Combination of Contracts in Islamic Finance

Muhammad Abubakar Siddique

International Institute of Islamic Economics (IIIE),

International Islamic University Islamabad, Pakistan

Email: muhammad.abubakar@iiu.edu.pk

Dr. Syed Muhammad Abdul Rehman Shah

Basic Sciences and Humanities Department

University of Engineering & Technology (UET) Taxila, Pakistan

Email: a.rehman@uettaxila.edu.pk

ISSN (P):2708-6577

ISSN (E):2709-6157

Abstract

Islamic banking is currently facing many modern challenges, the most important of which is the innovation in products. New products are rapidly being introduced in modern conventional financial institutions on daily basis, while the launch of new products in Islamic banking seems to be stagnant. In order to compete with traditional banking in the current era of marketing, it is necessary to focus on introducing attractive products for Islamic banks. Combination of contracts is a method through which products can be made up of two or more contracts, such as “diminishing musharakah” consisting of partnership, lease and sale contracts. However, it is a much more complex process than it seems, in which it is very important to take care of many important principles from a Shariah point of view, otherwise the reputation of an institution will be tarnished if a wrong product is found to be illegitimate from a Shariah point of view. The concept of “combination of contracts” is the concept through which new products can be engineered in Islamic financial system. However, there are various concepts confuses the researchers to differentiate combination of contract from them. After differentiating the combination of contract from those concepts, this article explains the guidelines for the financial engineers of Islamic financial institutions regarding combination of contracts, which will help in the formulation of the new product according to the Shariah principles.

Keywords: Combination of contracts, Islamic Financial products, Diminishing Musharakah, Islamic finance, Financial Engineering

تعارف

جدید ٹیکنالوجی نے جہاں زندگی کے ہر شعبے میں انقلاب پکایا ہے، وہاں بینکاری نظام نے بھی بے حد تیزی سے ترقی کی ہے۔ جدید ٹیکنالوجی سے آراستہ سودی نظام بینکاری کا متبادل پیش کرنا کوئی آسان ہدف نہیں تھا۔ تاہم جدید و قدیم علوم کے ماہر اسکالرز نے یہ چیلنج خندہ پیشانی سے قبول کیا اور ایک متبادل اسلامی بینکاری نظام متعارف کرایا۔ کسی بھی نئے نظام کو وجود میں لانا انتہائی مشکل کام ہوتا ہے، لیکن اس سے بھی زیادہ مشکل کام اُس نظام کو دیگر معاصر نظاموں کے مقابل جاری رکھنا اور وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا ہوتا ہے۔ اسلامی بینکاری اس اعتبار سے انتہائی محنت طلب اور مشکل نظام ہے، کیونکہ جہاں مالی معاملات کو جدید دور کے تقاضوں کے

مطابق رکھنا ضروری ہے، وہیں انہیں شرعی اصولوں کے موافق بھی رکھنا انتہائی لازمی ہے کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو پھر اسلامی بینکاری نظام کا امتیاز صرف ایک سوال بن کر رہ جاتا ہے۔

اس وقت اسلامی بنکاری کو بہت سے جدید چیلنجز کا سامنا ہے۔ جن میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل نئی پروڈکٹ کے متعارف کرانے کا چیلنج ہے۔ کیونکہ جدید مالیاتی اداروں میں روز بروز نئی پروڈکٹ اتنی تیزی سے متعارف ہو رہی ہیں جیسے کسی ٹوٹی ہوئی تسبیح کے دانے یکے بعد دیگرے بکھرتے چلے جاتے ہیں۔ جبکہ اسلامی بنکاری میں نئی پروڈکٹ کی رونمائی جمود کا شکار نظر آرہی ہے۔ موجودہ مارکیٹنگ کے زمانے میں روایتی بینکنگ کا مقابلہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اسلامی بینک پرکشش پروڈکٹ سازی کی طرف توجہ دیں۔ اجتماع العقود ایک ایسا طریقہ کار ہے کہ جس میں دو یا دو سے زیادہ عقود پر مشتمل پروڈکٹ بنائی جاسکتی ہیں، جیسے مشارکہ متناقصہ جو شراکت، اجارہ اور بیع کے عقود پر مشتمل ہے۔ تاہم یہ جتنا آسان نظر آتا ہے اس سے کہیں زیادہ ایک پیچیدہ عمل ہے، جس میں شرعی نقطہ نظر سے بہت سے اہم اصولوں کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہوتا ہے، ورنہ ایک غلط پروڈکٹ شرعی نقطہ نظر سے ناجائز ہو جانے کی بدولت کسی ادارے کی ساکھ کو متاثر کرنے کے ساتھ ساتھ اُسے لاکھوں یا کروڑوں کا نقصان بھی پہنچا سکتی ہے۔

اس آرٹیکل کا بنیادی مقصد اجتماع العقود کی تعریف، اس کی ممکنہ صورتوں، ضوابط، خصوصیات، اجتماع العقود سے متعلق شرعی رخصتوں اور تحقیقات کی وضاحت کرنا ہے۔ اس مقالے میں اسلامی مالیاتی اداروں کے مالیاتی مہندسین (Financial Engineers) کے لیے اجتماع العقود سے متعلق ایسے رہنما اصولوں کی وضاحت کی جائے گی جو شرعی اصولوں کے مطابق نئی پروڈکٹ کی ترکیب میں مدد و معاون ہوں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ مروجہ اسلامی مالیات کی چند ایسی پروڈکٹس کا تنقیدی جائزہ بھی پیش کیا جائے گا کہ جن میں اجتماع العقود کے حوالے سے فقہی اصولوں سے صرف نظر کیا گیا ہے۔

عقود اور شروط سے متعلق احادیث

- 1 امام احمد بن حنبلؒ (۲۴۱ھ) نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ¹ (حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک بیع میں دو بیع کرنے سے منع فرمایا)۔ اس حدیث کو امام مالکؒ (۱۷۹ھ) نے اپنی موطا میں²، امام ابو عیسیٰ ترمذیؒ (۲۷۹ھ)³، امام نسائیؒ (۳۰۳ھ)⁴، امام ابن حبانؒ (۳۵۴ھ)⁵ اور امام بیہقیؒ (۴۵۸ھ)⁶ نے بھی روایت کیا ہے۔ امام ترمذیؒ (۲۷۹ھ) نے اسے صحیح حسن اور علامہ البانی نے اسے حسن کہا ہے۔⁷
- 2 امام ابو داؤدؒ (۲۷۵ھ) نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَنْ بَاعَ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ، فَلَهُ أَوْكُسُهُمَا أَوْ الرِّبَا⁸ (حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے ایک سودے میں دو سودے کیے تو اس کا سودا وہی ہے جو کم قیمت والا ہوگا، یا پھر وہ سود ہوگا)۔ امام ابن حبانؒ (۳۵۴ھ)⁹ امام حاکمؒ (۴۰۵ھ)¹⁰ اور امام بیہقیؒ (۴۵۸ھ)¹¹ نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ امام حاکمؒ (۴۰۵ھ) اسے امام مسلمؒ (۲۶۱ھ) کی شرائط پر قرار دیتے ہیں، اگرچہ انہوں نے اسے نقل نہیں کیا۔¹²

- 3 امام اسماعیل بن جعفر^(۱۸۰ھ) نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی روایت نقل کی ہے: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي صَفَقَةٍ، وَعَنْ شَفٍّ مَا لَمْ يُضْمَنْ، وَعَنْ بَيْعٍ وَسَلَفٍ (رسول اکرم ﷺ نے ایک ہی سودے میں دو سودے کرنے، نقصان کی ذمہ داری کے بغیر نفع لینے، اور بیع و قرض کے جمع کرنے سے منع فرمایا)۔¹³
- 4 امام احمد بن حنبل^(۲۴۱ھ) نے اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی روایت نقل کی ہے: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا يَحِلُّ سَلَفٌ وَبَيْعٌ، وَلَا شَرْطَانِ فِي بَيْعٍ، وَلَا رَيْحٌ مَا لَمْ يُضْمَنْ، وَلَا بَيْعٌ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ¹⁴ (حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قرض اور بیع کو [جمع کرنا]، اور ایک بیع میں دو شرطیں لگانا، نقصان کی ذمہ داری کے بغیر نفع لینا اور غیر مملوکہ چیز کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے)۔ امام ابو عیسیٰ ترمذی^(۲۴۹ھ) نے اسے روایت کیا ہے اور حسن صحیح کہا ہے۔¹⁵ امام ابو داؤد^(۲۴۵ھ)،¹⁶ امام نسائی^(۳۰۳ھ)،¹⁷ اور امام بیہقی^(۳۵۸ھ) نے بھی روایت کیا ہے۔¹⁸
- 5 امام طبرانی^(۳۶۰ھ) نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی روایت نقل کرتے ہیں: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعٍ وَشَرْطٍ، الْبَيْعُ بَاطِلٌ، وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ¹⁹ (حضور نبی کریم ﷺ نے بیع اور شرط سے منع کیا، [اور فرمایا] بیع باطل ہے اور شرط بھی باطل ہے)۔ امام حاکم^(۴۰۵ھ) نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔²⁰
- 6 امام بیہقی^(۳۵۸ھ) نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی روایت نقل کرتے ہیں: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعٍ وَسَلَفٍ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي صَفَقَةٍ وَاحِدَةٍ، وَعَنْ بَيْعٍ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: حَرَامٌ شَفٌّ مَا لَمْ يُضْمَنْ (حضرت عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے: رسول اکرم ﷺ نے بیع اور قرض کو جمع کرنے، اور ایک سودے میں دو سودے کرنے اور غیر مملوکہ چیز کی فروخت سے منع فرمایا۔ اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس کے ساتھ نقصان کی ذمہ داری نہ ہو وہ نفع حرام ہے)۔²¹
- 7 امام احمد بن حنبل^(۲۴۱ھ) نے اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ صَفَقَتَيْنِ فِي صَفَقَةٍ وَاحِدَةٍ²² (حضرت عبدالرحمن بن اپنے والد حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں: حضور اکرم ﷺ نے ایک سودے میں دو سودے کرنے سے منع فرمایا)۔ امام ابو بکر احمد البزار^(۲۹۲ھ)،²³ اور امام ابو سعید الشاشی^(۳۳۵ھ) نے بھی اسے روایت کیا ہے۔²⁴
- 8 امام عبد الرزاق الصنعانی^(۲۱۱ھ) نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں: عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: الصَّفَقَتَانِ فِي الصَّفَقَةِ رِبَاً²⁵ (حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ مروی ہے کہ انہوں نے کہا ایک سودے میں دو سودوں کا معاملہ ربا ہے)۔ ابو بکر بن ابی شیبہ^(۲۳۵ھ)،²⁶ امام احمد بن حنبل^(۲۴۱ھ)،²⁷ امام ابو بکر احمد البزار^(۲۹۲ھ)،²⁸ امام مروزی^(۲۹۳ھ)،²⁹ بھی حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے ملتی جلتی روایت نقل کرتے ہیں: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ قَالَ: "لَا يَصْلُحُ صَفَقَتَانِ فِي صَفَقَةٍ (حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا ایک سودے میں دو سودے درست نہیں ہیں)۔
- اکثر شارحین حدیث امام شوکانی^(۱۲۵۵ھ)،³⁰ ابن عبدالبر^(۴۶۳ھ)،³¹ علامہ مبارکپوری^(۱۳۵۳ھ)،³² کی تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ الصَّفَقَتَانِ فِي الصَّفَقَةِ اور بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ کو ایک ہی معنی میں لیتے ہیں اور انہیں مترادف گردانتے ہیں۔ جبکہ امام ابن ہمام

(۸۶۱ھ) کے نزدیک بیع کا لفظ خاص ہے، جبکہ صفقہ کا لفظ عام ہے اور بیع کو شامل ہے۔ اسی لیے وہ اس کا اطلاق بیع کے علاوہ دیگر عقود پر بھی کرتے ہیں جیسے اجارہ، عارہ، رہن وغیرہ۔³³ تاہم یہ بات مسلم ہے کہ یہ احادیث حضور نبی کریم ﷺ سے کثرت سے روایت کی گئی ہیں۔

فقہاء اور محدثین کی نظر میں مندرجہ بالا احادیث کے معانی

فقہانے ان احادیث کے مختلف معانی بیان کیے ہیں، جن کے مطابق انہوں نے متعلقہ عقود پر احکام مرتب کیے ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1 امام ابو یوسفؒ (۲۷۹ھ) یہ حدیث نقل کرنے کے بعد اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بعض اہل علم کے نزدیک اس حدیث کا معنی یہ ہے: فروخت کنندہ خریدار سے کہے کہ میں یہ کپڑا تمہیں نقد دس دراہم اور ادھار ادائیگی کی صورت میں بیس دراہم میں فروخت کرتا ہوں۔ اور پھر کسی ایک قیمت پر اتفاق کرنے سے قبل فریقین الگ نہ ہوں۔ اگر فریقین کے الگ ہونے سے پہلے کسی ایک بیع پر اتفاق ہو گیا تو اب یہ عقد جائز ہوگا اور اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اب معاملہ کسی ایک بیع پر طے ہو گیا ہے۔³⁴ احناف میں قاضی ابو بکر جصاصؒ (۷۰۳ھ)،³⁵ امام کاسانیؒ (۵۸۷ھ)،³⁶ امام ابن ہمامؒ (۸۶۱ھ) کا یہی موقف ہے۔ احناف کے علاوہ مالکیہ کی مشہور رائے یہی ہے۔³⁸ شوافع اس سے دو معانی مراد لیتے ہیں، جن میں سے ایک معنی یہی ہے۔³⁹ اور حنابلہ کا بھی ایک قول یہی ہے۔⁴⁰

2 امام مالکؒ (۱۷۹ھ) کا ایک قول یہ ہے: ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ تم فلاں چیز نقد خریدو تاکہ میں تم سے ادھار پر وہ چیز خرید لوں۔⁴¹

3 احناف کا مشہور قول یہ ہے کہ ان احادیث سے دو ایسے عقود کی ممانعت مراد ہے جو ایک دوسرے کے ساتھ مشروط ہوں جیسے بائع خریدار سے کہے: میں تمہیں اس شرط پر اپنا گھر اتنی قیمت پر بیچوں گا کہ تم مجھے اپنا گھر اس قیمت پر فروخت کرو گے، یا تنے کرایہ کے بدلے اجارے پر دو گے۔⁴² حنابلہ کا بھی یہی مشہور موقف ہے۔⁴³ شوافع کا دوسرا قول اسی کی تائید کرتا ہے۔⁴⁴

4 سنن ابو داؤد کی روایت کی تشریح کرتے ہوئے امام بیہقیؒ (۴۵۸ھ) لکھتے ہیں: میں نے امام سلیمان بن الاشعثؒ کی کتاب میں اس حدیث کی تشریح کے بارے میں پڑھا ہے جو یوں لگتا ہے کہ جیسے یہ حدیث کسی عینی چیز کے بارے میں ایک فیصلے کے طور پر صادر ہوئی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے ایک دینار کے عوض ایک ماہ کی مہلت پر ایک قفیز گندم میں بیع سلم کر لی۔ مدت گزرنے پر جب اُس نے گندم کا مطالبہ کیا تو فروخت کنندہ نے کہا: میں نے جو گندم تمہیں دینی ہے تم وہ گندم مجھے دو ماہ کی مہلت پر فروخت کر دو، تو یہ دوسری بیع ہے جو پہلی بیع پر داخل ہوئی ہے۔ اس طرح یہ ایک سودے میں دو سودے ہو جائیں گے جنہیں ان دونوں میں سے کم قیمت والے سودے کی طرف پھیرا جائے گا اور وہ پہلا سودا ہوگا۔ لہذا اگر انہوں نے پہلا سودا کالعدم کرنے سے پہلے دوسرا سودا کر لیا تو وہ باکا ارتکاب کرنے والے ہوں گے۔⁴⁵ کیونکہ اس صورت میں درحقیقت دائن اپنے ذین پر نفع کما رہا ہے، اس لیے یہ ربا ہے، اور اس سے بچنے کا یہی طریقہ ہے کہ صرف اُسی بیع کو درست قرار دیا جائے جس میں قیمت کم ہو اور وہ یقیناً پہلا عقد ہی ہو تا ہے۔

- 5 علامہ ابن تیمیہ⁴⁶ (۷۲۸ھ) اور ان کے شاگرد علامہ ابن القیم⁴⁷ کے نزدیک ان احادیث سے بیع عینہ سے مراد یہ ہے کہ اگر بائع خریدار سے کہے کہ میں تمہیں یہ چیز ادھار پر فروخت کروں گا بشرطیکہ تم یہ چیز مجھے نقد کم قیمت پر فروخت کرو گے¹ کی ممانعت مراد ہے۔
- 6 علامہ بدرالدین عینی حنفی⁴⁸ (۸۵۵ھ) کہتے ہیں بیع و سلف سے مراد یہ ہے: بائع مشتری سے کہے کہ میں تمہیں یہ چیز اس شرط پر بیچوں گا کہ تم مجھے اتنا قرض دو گے۔⁴⁸ بیع و سلف کے اجتماع پر یہ نہی مطلق نہیں ہے۔ امام ابن ہمام⁴⁹ (۸۶۱ھ) کہتے ہیں: یہ نہی قرض کی شرط پر بیع سے متعلق وارد ہوئی ہے۔⁴⁹ اور اس کے عدم جواز پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے۔
- 7 بیع و شرط یا ایک بیع میں دو شرطوں کے بارے میں تین طرح کے معانی بیان کیے گئے ہیں۔ ایک معنی تو یہ ہے: میں یہ چیز تمہیں نقد دس درہم اور ادھار ادائیگی کی صورت میں بیس درہم میں فروخت کرتا ہوں۔ دوسرا معنی یہ ہے: بائع مشتری سے کہے کہ چیز خریدنے کے بعد وہ نہ تو اسے فروخت کرے گا اور نہ ہی کسی کو ہبہ کرے گا۔⁵⁰ تیسرا معنی وہ ہے جو اوپر امام بیہقی⁵¹ (۴۵۸ھ) نے سنن ابوداؤد کی حدیث کی تشریح میں ذکر کیا ہے۔⁵¹
- بعض فقہاء کہتے ہیں نقد اور ادھار قیمتوں کے معاملے کو دیکھا جائے تو یہ معاملہ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ کی نسبت ایک بیع کی دو قیمتوں کے مابین کسی قیمت کے اختیار کا مسئلہ زیادہ لگتا ہے، جیسے علامہ ابن القیم⁵² (۷۵۱ھ) لکھتے ہیں: وَلَا صَفَقَتَيْنِ هُنَا وَمَا هِيَ صَفَقَةٌ وَاحِدَةٌ بِاحْدَاثِ الثَّمَنِ⁵² (اس جگہ دو سودوں کا تصور نہیں ہے، بلکہ یہ دو قیمتوں کے بدلے ایک ہی سودا ہے)۔ اس صورت میں اگر فریقین کسی بھی قیمت کا تعین کیے بغیر الگ ہو جاتے ہیں تو مفضی الی النزاع صورت ہونے کی وجہ سے یہ معاملہ خود بخود ناجائز قرار پاتا ہے۔ اسی طرح سنن ابوداؤد کی روایت میں فَلَهُ أَوْ كَسُتُهُمَا أَوْ الرِّبَا کے الفاظ مزید واضح کرتے ہیں کہ اس سے مراد ایک خاص قسم کی صورت تھی جو رباً کا سبب بن رہی تھی جس کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے اسے منع فرمایا، اور مصنف عبدالرزاق کی حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے موقوف روایت: الصَّفَقَتَانِ فِي الصَّفَقَةِ رَبَا اس موقف کو اور زیادہ تقویت دیتی ہے۔ لیکن یہ معنی اپنی جگہ اہم ہے، کیوں کہ یہ معنی صحابہ کرامؓ اور ان لوگوں سے مروی ہے، جو حضور نبی کریم ﷺ کی مبارک مجلس نبوت کے پروردہ تھے۔ یا پھر اُس مبارک عہد کے قریب تھے، اور یہی وہ چیز ہے جو اہل محبت کو اپنے عقل کے گھوڑے دوڑانے سے منع کرتی ہے۔
- اسی طرح ان احادیث سے دوسرا معنی مراد لینا بھی محل نظر ہے، کیونکہ اگر دو عقود پے درپے اس انداز میں ہوں گے کہ ایک عقد کے ختم ہونے کے بعد دوسرا عقد کیا جائے گا تو اس کے جواز میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور ایسے سودے ہمارے عرف میں عام ہیں۔ اور اگر وہ دو عقود بیک وقت کریں گے، تو اس کے لیے حدیث لَا تَبِعَ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ⁵³ مانع موجود ہے۔ کیونکہ خریدنے کا آرڈر دینے والا ایسی چیز کیسے خریدے گا جو ابھی فروخت کنندہ کے پاس موجود ہی نہیں ہے۔ اس لیے بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ سے یہ معنی مراد لینا محل نظر ہے۔
- تاہم آخری تین معانی کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ یہ فہم کے زیادہ قریب ہیں۔ احناف کا موقف اس لیے کہ دو عقود کو شرطاً ایک دوسرے میں داخل کرنا ایک عقد میں دو عقد کرنا ہی ہے، جو قیاس کی رو سے بھی منع ہونا چاہیے۔ کیونکہ عقود کے بارے میں شریعت کا منشأ ان کی تکمیل ہے۔ اسی وجہ سے شریعت نے ہر اُس عنصر کو منع کر دیا جو عقد کی تکمیل میں کسی قسم کے شک و شبہ کا باعث بنے، جیسے

1- بیع عینہ سے مراد یہ ہے کہ اگر بائع خریدار سے کہے کہ میں تمہیں یہ چیز ادھار پر فروخت کروں گا بشرطیکہ تم یہ چیز مجھے نقد کم قیمت پر فروخت کرو گے۔

شرط فاسدہ، شرط باطلہ، غرر، دھوکہ وغیرہ۔ ایک عقد کو دوسرے عقد کے ساتھ مشروط کرنا اس عقد کی تکمیل کو مشکوک کرتا ہے، کیونکہ یہ ممکن ہے کہ مشروط عقد نامکمل رہ جائے تو اس کی وجہ سے دوسرے عقد کی تکمیل کا خواب بھی شر مندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا، جس کا حتمی نتیجہ بالآخر فریقین کے مابین نزاع کی صورت میں نکلے گا۔ آخری دو معانی اس لیے فہم کے زیادہ قریب ہیں کہ اگر دو عقود کا اجتماع ربا کا سبب بن رہا ہو تو وہ ممنوع ہونے چاہئیں تاکہ افراد ایسے عقود کر کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ جیسے گناہ کے مرتکب نہ ہوں۔

اجتماع العقود کے تصور کی وضاحت

مندرجہ بالا روایات اور فقہاء کی جانب سے بیان کیے گئے معانی اور عصر حاضر میں موجود عقود کو دیکھا جائے تو پانچ بنیادی اصطلاحات سامنے آتی ہیں: تَفْرِيقُ الصَّفَقَةِ، تَفْرِيقُ الثَّمَنِ، تَعَدُّدُ الصَّفَقَةِ اور تَرْدِيدُ الصَّفَقَةِ، اختلاط فی العقود۔ یہی وہ اصطلاحات ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح منسلک ہوتی ہیں کہ اسلامی مالیات کا طالب علم تذبذب میں پڑ جاتا ہے کہ کون سی صورت جائز اور کون سی ناجائز ہوگی۔ اس لیے مناسب ہو گا کہ پہلے ان اصطلاحات کی وضاحت کر دی جائے۔

تَفْرِيقُ الصَّفَقَةِ:

کتب فقہ میں تَفْرِيقُ الصَّفَقَةِ کی درج ذیل صورتیں بیان کی گئی ہیں:

1. کسی ایک سودے میں ایک سے زیادہ قیمتیں بیان کرنے سے سودا متفرق ہوتا ہے، جیسے کسی ایک ہی سودے میں بائع مشتری سے کہے: میں یہ چیز اتنے میں اور یہ چیز اتنے میں فروخت کروں گا، اور خریدار اسے قبول کر لے۔ اس صورت کو تَفْرِيقُ الصَّفَقَةِ کہا جاتا ہے۔ اس صورت میں خریدار کے لیے جائز نہیں کہ وہ ایک چیز کو قبول کرے اور دوسری چیز کو رد کر دے۔⁵⁴ اسے تفریق الثمن بھی کہا جاتا ہے، لیکن یہ سودا ایک ہی ہو گا۔⁵⁵ البتہ احناف کے نزدیک اگر بائع دونوں چیزوں پر الگ الگ فروخت کے لفظ کا تکرار کرے گا، تو یہ دو الگ الگ سودے قرار پائیں گے۔⁵⁶
2. علامہ بابر فی^(۷۸۶ھ) کہتے ہیں: اگر بائع اور مشتری متعدد ہونے کے ساتھ ساتھ بیع اور ثمن بھی متفرق ہوں، اور سودے میں خرید و فروخت کے الفاظ کا تکرار بھی نہ ہو تو استحساناً یہ ایک ہی سودا رہے گا اگرچہ قیاس کا تقاضا ہے کہ یہ متفرق سودے ہوں۔ یہ صاحبین کا قول ہے جبکہ امام اعظمؒ کے نزدیک قیاساً بھی وہ ایک ہی سودا رہے گا۔⁵⁷
3. ایک ہی سودے میں ایک سے زائد بائع ہوں جیسے اگر دو لوگوں نے کسی کو ایک چیز فروخت کی اور بعد میں اس چیز میں عیب ثابت ہو گیا تو ایک بائع اپنے حصے میں انکار کرتا ہے اور دوسرا اقرار کرتا ہے، تو خریدار کے لیے جائز ہے کہ وہ اس کے حصے کی بیع کو رد کر دے، اور دوسرے کی قبول کر لے۔⁵⁸ اسی طرح ایک چیز کی دو قیمتوں والا معاملہ جیسے بائع مشتری سے کہے: یہ چیز نقد ۱۰۰ روپے کی اور ادھار ۱۵۰ روپے کی ہے۔ اب سودا ایک ہی ہے لیکن خریدار کے پاس اختیار ہے کہ جس قیمت کو چاہے اختیار کرے اور جس قیمت کو چاہے رد کرے۔ ان معاملات میں بیع کے ایک حصے یا ایک قیمت کو رد کیا جاتا ہے اس لیے انہیں تردید الصَّفَقَةِ کہتے ہیں۔ پہلی مثال میں دو فروخت کنندگان اور ایک مشتری متعدد فریق ہوتے ہیں اس لیے اسے تعدد الصَّفَقَةِ کہتے ہیں۔⁵⁹ جبکہ دوسری مثال کو تعدد الصَّفَقَةِ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں دو متعدد قیمتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

4. وَبِالْجَمْعِ فِي صَفَقَةٍ بَيْنَ مَا يَجُوزُ بَيْعُهُ وَمَا لَا يَجُوزُ بَيْعُهُ كَحَلٍّ، وَحَمْرِ وَمَعْنَى تَفْرِيقِ الصَّفَقَةِ تَفْرِيقُهَا فِي الْحُكْمِ. (ایک ہی سودے میں جائز اور ناجائز چیزوں کی فروخت کو جمع کرنا بھی تَفْرِيقُ الصَّفَقَةِ ہے، جیسے ایک ہی سودے میں سرکہ اور

شراب کو فروخت کرنا۔ اور یہاں تفرق صفتہ سے مراد دونوں کے بارے میں حکم کا فرق ہے۔ اس بارے میں امام اعظم ابو حنیفہؒ (۱۵۰ھ) کا موقف ہے کہ یہ پورے کا پورا سود ناجائز ہے، کیونکہ سودے کو تقسیم نہیں کیا جاسکتا [فتویٰ اسی قول پر ہے⁶⁰]۔ جبکہ امام ابو یوسفؒ (۱۸۰ھ) اور امام محمدؒ (۱۸۹ھ) کا موقف ہے کہ اگر عقد کی ابتدا میں دونوں اشیاء کی قیمتیں الگ الگ بیان کی گئی تھیں تو سودے کی تقسیم اس انداز میں ممکن ہے لہذا جائز چیز میں سودا جائز اور ناجائز چیز میں ناجائز ہوگا۔⁶¹ مالکیہ کا بھی یہ موقف ہے۔⁶² جبکہ شوافع کا موقف ہے کہ سودے کی تقسیم ممکن ہے بایں طور کہ جائز چیز میں سودا جائز اور ناجائز چیز میں ناجائز قرار پائے گا۔⁶³ اس عقد کو تردید الصفتہ بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ اس میں حرام چیز کی بیع کو رد کر دیا جاتا ہے۔

فقہاء کی جانب سے کی گئی مباحث سے پتہ چلتا ہے کہ تفرق الصفتہ، تعدد الصفتہ اور تردید الصفتہ ایک ہی چیز ہے صرف ان کی وجہ تسمیہ میں فرق ہے۔ اب اگر احادیث مبارکہ کو دیکھا جائے تو اس میں دو سودوں کو ایک سودے میں جمع کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ لیکن یہاں آخری صورت کے سوا باقی صورتوں میں دو سودے نہیں ہیں، بلکہ ایک سودے میں متعدد عاقدین، معقود علیہ، اور ائمان ہیں۔ ایک ہی سودے میں دو سودے تو احناف کے ہاں بھی مروج ہیں: اگر بائع ایک ہی سودے میں دو چیزوں کی الگ الگ قیمت بتاتا ہے، اور بیع کے لفظ کا تکرار کرتا ہے تو یہ دو سودے قرار پائیں گے، جیسے بائع کہے میں یہ چیز اتنے میں بیچتا ہوں اور یہ چیز اتنے میں بیچتا ہوں، تو یہ دو سودے ہوں گے جو ایک ہی بار کیے جائیں گے۔⁶⁴ اسی طرح اگر کسی وجہ سے ایسے سودے میں کسی ایک چیز کی بیع میں فساد واقع ہو جائے تو اس سے دوسری چیز کا سودا متاثر نہیں ہوگا۔⁶⁵ علامہ الزیلعیؒ (۷۴۳ھ) ایک مثال سے اس بات کو مزید واضح کرتے ہیں: جب دو لوگ کسی آدمی کو اپنا مشترکہ غلام ایک ہی سودے میں فروخت کریں، اور ایک شریک دوسرے شریک کے لیے غلام کی قیمت میں اُس کے حصے کا ضامن بن جائے تو یہ جائز نہیں ہے کیونکہ یہ ایسے ہی ہے جیسے وہ اپنی ضمانت لے رہا ہے، کیونکہ خریدار پوری قیمت سے کم جو کچھ بھی ادا کرے گا یا قیمت کے جس حصے کا وہ ضامن بنے گا اُس میں شریک کا حصہ بھی ہوگا۔ اس کے برعکس اگر وہ دو سودوں میں اپنا غلام فروخت کریں بایں طور کہ ہر شریک غلام میں اپنے حصے کی قیمت بتادے، تو اُس وقت ایک شریک کے لیے دوسرے شریک کے حصے کی قیمت کی ضمانت دینا جائز ہے، کیونکہ ہر ایک کا حصہ قیمت الگ ہے۔ ضامن کو قیمت سے جو حصہ ملے گا اُس میں اُس کے شریک کا حصہ نہیں ہوگا۔⁶⁶

ان عبارتوں سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ احناف کے نزدیک ایک سودے میں دو سودے مطلق طور پر ممنوع نہیں ہیں۔ علامہ السنہوری (۱۸۹۵ھ) احناف کے نزدیک فساد عقد کا سبب دو چیزوں کو قرار دیتے ہیں: ربا اور تعدد الصفتہ۔ اس بارے میں مفید وضاحتی بحث کرنے کے بعد وہ کہتے ہیں کہ حنفیہ کے نزدیک یہ تعدد الصفتہ مطلق طور پر فساد عقد کا سبب نہیں ہے، بلکہ جب بھی عقد کے ساتھ شرط فاسد متصل ہوگی تو اُس وقت یہ تعدد الصفتہ کسی استثناء کے بغیر فساد عقد کا سبب بنے گا۔⁶⁷ بیع و قرض کو ایک ساتھ جمع کرنے پر نہی وارد ہے جیسا کہ اوپر احادیث مبارکہ میں موجود ہے۔ لیکن احناف کے علاوہ امام ماوردیؒ (۳۵۰ھ)،⁶⁸ علامہ ابن قدامہ (۶۲۰ھ)،⁶⁹ امام نوویؒ (۶۷۶ھ)⁷⁰ کہتے ہیں: بیع و قرض کے اجتماع سے متعلق نہی کی حدیث کو اس کے ظاہر پر محمول نہیں کیا جائے گا۔ بیع اور قرض اپنی اپنی جگہ جائز عقود ہیں۔ نہی کا مطلب ہے قرض کو بیع کے لیے شرط نہ بنایا جائے۔ اگر ان کا اجتماع بغیر کسی شرط کے ہو تو یہ جائز ہے۔

اجتماع العقود

عقود دو طرح کے ہوتے ہیں: مفرد اور مرکب۔ کسی بھی ایک عقد کو مفرد عقد کہتے ہیں۔ مرکب عقد کو جدید فقہی اصطلاح میں اجتماع العقود کا نام دیا جاتا ہے۔ قدیم فقہ میں اجتماع العقود کو کوئی ایسی اصطلاح نہیں رہی کہ جس کی باضابطہ تعریف کی جاتی، تاہم اس سے

متعلق اصولی مباحث ضرور موجود ہیں۔ آسان الفاظ میں اجتماع العقود یا مرکب عقد سے مراد دو یا دو سے زیادہ افراد کے مابین ایک ایسا معاملہ ہے جو دو یا دو سے زیادہ عقود پر مشتمل ہو۔ جیسے زید اور بکر آپس میں ایک معاملہ کرتے ہیں جس میں زید اپنا گھر بکر کو فروخت کرتا ہے اور پھر زید بکر سے وہی گھر کرائے پر بھی لے لیتا ہے۔ اس معاملے میں بیع اور اجارہ دو عقود ایک ہی معاملے میں جمع کیے گئے ہیں لہذا یہ اجتماع العقود کا معاملہ کہلاتا ہے۔ لیکن اس میں ایک عقد دوسرے عقد کے ساتھ مشروط نہیں ہوتا۔ امام شافعیؒ (۹۰ھ) کہتے ہیں: اجتماع العقود کے اصول و قوانین اور اثرات ان عقود کے انفرادی اثرات سے مختلف ہو جاتے ہیں جن پر وہ اجتماع العقود مشتمل ہوتا ہے، لیکن اس کے باوجود انفرادی عقود کے اپنے اثرات زائل نہیں ہوتے۔ تاہم ایسا بھی ہوتا ہے کہ انفرادی طور پر عقود فی نفسہ درست ہوتے ہیں لیکن ان کا اجتماع ناجائز ہوتا ہے،⁷¹ جیسے بیع اور قرض، وکالہ اور کفالہ کا اجتماع جائز نہیں ہے حالانکہ دونوں عقود انفرادی طور پر جائز ہیں۔ فی زمانہ عقود کے انفرادی اور اجتماعی اثرات کو جدید اسلامی بینکاری میں مشارکہ متناقضہ اور اجارۃ منتھیۃ بالتملیک کی پروڈکٹس میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

مذہب اربعہ کی نظر میں اجتماع العقود کا عدم جواز اپنے اطلاق پر نہیں ہے۔ بلکہ اجتماع العقود کا عدم جواز دو عقود کے مابین پائی جانے والے شرطیہ تعلق پر مبنی ہوتا ہے، جس پر فقہاء میں جزوی اختلاف پایا جاتا ہے، جس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔ موجودہ اسلامی مالیاتی معاملات کے تناظر میں اجتماع العقود کی چار صورتیں بنتی ہیں: ایک سودے میں واحد قیمت کے عوض دو چیزوں پر دو عقود کا اجتماع، ایک سودے میں دو الگ قیمتوں کے عوض دو چیزوں پر دو عقود کا اجتماع، ایک سودے میں ایک قیمت کے عوض ایک چیز پر دو عقود کا اجتماع، اور ایک چیز کے ایک سودے میں دو قیمتوں پر دو عقود جمع کرنا۔

ایک سودے میں واحد قیمت کے عوض دو چیزوں پر دو عقود کا اجتماع

اگر بائع مشتری سے کہے: میں تمہیں ایک ہزار روپے کے عوض یہ گھر فروخت اور دوسرا گھر اجارے پر دیتا ہوں۔ اسی طرح وہ کہے: میں بیس (۲۰) درہم کے عوض یہ ایک دینار اور یہ کپڑا فروخت کرتا ہوں۔ تو ان دو مثالوں میں دو چیزوں پر ایک سودے میں ایک ہی قیمت پر مختلف احکام پر مبنی دو عقد بیع اور اجارہ یا بیع اور بیع صرف کو جمع کیا گیا ہے۔ اس بارے فقہاء کے دو موقف ہیں؛ پہلا موقف: ایک سودے میں دو چیزوں کو واحد قیمت کے عوض دو عقود کے ذریعے فروخت کرنا جائز ہے، اور اس صورت میں شرط اور عقد دونوں درست رہتے ہیں۔ یہ موقف احناف کا ہے۔⁷² شوافع کے اختلافی اقوال میں اصح قول یہی ہے کہ یہ جائز ہے۔⁷³

شوافع کے موقف میں تعارض نظر آتا ہے۔ وہ ایک جگہ اس قسم کے اجتماع عقود کو ناجائز⁷⁴ جبکہ دوسری جگہ جائز کہتے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ: بیع اور اجارہ کو ایک ہی سودے میں جمع کرنا جائز ہے۔ کیونکہ یہ ایسے عقود ہیں جو الگ طور پر بھی واقع ہو سکتے ہیں۔ اور دونوں موقف کے بارے میں منقول ہے کہ شوافع کے نزدیک اصح قول یہی ہیں۔ تو شوافع کے قول میں بظاہر یہ تعارض معلوم ہوتا ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ جہاں پر شوافع بیع اور اجارہ کا اجتماع ناجائز کہتے ہیں وہاں اجارہ کا عقد بیع کے ساتھ شرط کی صورت میں ہے، جیسے اگر گندم خریدتے وقت مشتری یہ شرط لگا دے کہ بائع اسے فصل بھی کاٹ دے گا۔ اور جہاں وہ یہ اجتماع جائز کہتے ہیں وہاں اجارہ کا عقد الگ طور پر مذکور ہے اور شرط کی صورت میں نہیں ہے۔ جیسے بائع مشتری سے کہے: میں ایک ہزار کے عوض تمہیں اپنا گھر فروخت کرتا ہوں اور گاڑی اجارہ پر دیتا ہوں۔

دوسرا موقف: مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک ایک سودے میں دو چیزوں کو واحد قیمت کے عوض دو عقود کے ذریعے فروخت کرنا جائز نہیں ہے، لیکن مالکیہ بیع اور اجارہ کے اجتماع کو استثنائی طور پر جائز کہتے ہیں، جبکہ حنابلہ اس کے ساتھ بیع اور صرف کے اجتماع کو بھی جائز کہتے ہیں۔⁷⁵

اس بارے میں مالکیہ کا اصول یہ ہے کہ جو شرط مقتضائے عقد کے منافی نہ ہو اور نہ ہی مغل بالٹمن ہو تو وہ جائز ہے۔ ان کے نزدیک بیع اور اجارہ کے اجتماع میں چونکہ ایسی شرط نہیں ہے اس لیے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس حوالے سے امام القرانی مالکی (۶۸۴ھ) قاعدہ بیان کرتے ہیں: فكل عقدین بینہما تضاداً لا یجمعہما عقدٌ واحدٌ۔۔۔۔۔ وما لا تضاد فیہ یجوز جمعه مع البیع (ہر وہ دو عقود جن کے مابین تضاد ہو گا انہیں ایک سودے میں جمع نہیں کیا جائے گا۔۔۔ اور جن کے مابین تضاد نہیں ہو گا انہیں بیع کے ساتھ جمع کیا جاسکتا ہے)۔ اسکی وضاحت میں وہ کہتے ہیں کہ بیع اور اجارہ میں کسی قسم کا تضاد نہیں پایا جاتا، کیونکہ اجارہ اور بیع ایسے عقود ہیں جو غرر کو قبول نہیں کرتے۔ اس لیے ان میں موافقت ہے۔ بیع اور جعالہ کو اس لیے جمع نہیں کیا جاسکتا کیونکہ جعالہ میں غرر قابل قبول ہوتا ہے۔ اس لیے وہ بیع سے متضاد ہو جاتا ہے۔⁷⁶

علامہ بہوتی (۱۰۵۱ھ) اس حوالے سے کہتے ہیں کہ بیع کے ساتھ اجارہ کو جمع کرنا جائز نہیں ہے۔⁷⁷ لیکن یہاں حنابلہ جواز کا کہتے ہیں۔ اس طرح حنابلہ کے موقف میں بظاہر یہ تضاد معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو حنابلہ اس حوالے سے فرق کرتے ہیں کہ اگر دو قیمتوں کے عوض دو الگ چیزوں پر ایک ہی سودے میں دو عقد کیے جائیں گے تو یہ ناجائز ہو گا اور حنابلہ کا یہی مذہب ہے۔ جیسے بائع کہے: میں تمہیں یہ گھرا تنی قیمت پر فروخت کروں گا بشرطیکہ تم مجھے اپنا گھرا تنے کرائے پر دو گے۔⁷⁸ اور اگر ایک قیمت کے عوض دو الگ چیزوں پر ایک ہی سودے میں دو عقد کیے جائیں گے تو یہ جائز ہو گا۔ اور حنابلہ کا یہی مذہب ہے، تاہم ان سے عدم جواز کا ایک قول بھی موجود ہے۔⁷⁹ اس کی مثال یہ ہے: میں تمہیں ایک ہزار کے بدلے یہ گھر فروخت اور دوسرا گھر اجارے پر دیتا ہوں۔ اگر ان دو مثالوں کو دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ پہلی صورت میں اجتماع العقود میں ایک عقد کو دوسرے عقد کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے، جبکہ دوسرے میں صرف اجتماع العقود ہے۔ اس طرح یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ جہاں اجارہ بیع کے ساتھ مشروط ہو گا وہاں حنابلہ کا مذہب عدم جواز کا ہے اور جہاں اجارہ بیع کے ساتھ مشروط نہیں وہاں حنابلہ کا مذہب جواز کا ہے۔

ایک سودے میں دو الگ قیمتوں کے عوض دو چیزوں پر دو عقود کا اجتماع

اگر بائع مشتری سے کہے: میں تمہیں یہ چیز ایک ہزار روپے کے عوض فروخت اور دوسری چیز پانچ سو روپے کے عوض اجارے پر دیتا ہوں۔ تو ان دو مثالوں میں دو چیزوں پر ایک ہی سودے میں دو الگ الگ قیمتوں پر دو عقد بیع اور اجارہ یا بیع اور بیع صرف کو جمع کیا گیا ہے۔ اگر تو یہ دو عقود آپس میں اس طرح جمع ہوں کہ ایک دوسرے کے ساتھ مشروط نہ ہوں تو تمام مذاہب کے نزدیک یہ جائز ہیں۔ کیونکہ ان دونوں عقود کا ایک دوسرے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ تفرق المصنفہ کی صورت بنتی ہے۔ جس کی بحث اوپر گزر چکی ہے۔

ایک سودے میں ایک قیمت کے عوض ایک چیز پر دو عقود کا اجتماع

اگر بائع مشتری سے کہے: بِعْتُكَ دَارِي هَذِهِ وَأَجَرْتُكَهَا شَهْرًا بِأَلْفٍ (میں ایک ہزار روپے کے عوض تمہیں یہ گھر بیچتا اور ایک ماہ کے لیے اجارے پر دیتا ہوں)۔ تمام مذاہب کے نزدیک یہ اس وجہ سے ناجائز ہے گا کیونکہ یہ دو ایسے عقود کا اجتماع ہے جن کے احکام بیک وقت ایک ساتھ پورے نہیں ہو سکتے۔ بیع کے لیے ضروری ہے کہ ملکیت مشتری کو منتقل ہو لیکن اجارے میں صرف حقوق استعمال

منتقل ہوتے ہیں اور ملکیت بائع کے پاس رہتی ہے۔ نیز جب چیز فروخت ہو جاتی ہے تو وہ بائع کی ملکیت سے نکل جاتی ہے تو وہ کیسے غیر مملوک چیز پر اجارہ کر سکتا ہے۔ علامہ القلیوبی الشافعیؒ (۱۰۶۹ھ) کا موقف بھی یہی ہے کہ اگر ایک چیز پر دو مختلف الاحکام عقود جمع کیے جائیں گے تو یہ ناجائز ہے۔⁸⁰ البتہ اس بارے میں علامہ بہوتی (۱۰۵۱ھ) وضاحت کرتے ہیں کہ یہ عقد علی سبیل الاستثناء جائز ہو سکتا ہے۔ یعنی بائع ایک ماہ کی مدت کو عقد بیع سے مستثنیٰ کر سکتا ہے۔ اور اس مدت میں اجارہ کر سکتا ہے۔⁸¹

دو قیمتوں پر ایک چیز کے ایک سودے میں دو عقد جمع کرنا

اجتماع العقود کی ایک حالت یہ بھی بنتی ہے کہ جس میں بائع ایک ہی بیع کی دو الگ الگ قیمتیں بیان کرے کہ نقد ادا نیگی پر یہ قیمت اور ادھار کی صورت میں یہ قیمت ہوگی۔ فقہی اصطلاح میں اسے تردد العقد بھی کہتے ہیں۔ لیکن یہ عقد صرف اسی وقت جائز متصور ہوگا کہ خریدار اسی مجلس میں یہ طے کر دے کہ وہ کونسی قیمت (نقد یا ادھار) پر بیع خریدے گا۔ اگر خریدار کوئی بھی قیمت (نقد یا ادھار) طے کیے بغیر یہ کہتے ہوئے چلا گیا کہ میں نے یہ بیع خرید لی تو یہ عقد ناجائز متصور ہوگا۔ مثلاً زید بکر سے کہتا ہے کہ میرا یہ گھر نقد میں دس لاکھ روپے کا اور ادھار کی صورت میں بارہ لاکھ روپے کا ہے، اور بکر یہ کہہ کر چلا جاتا ہے کہ "ٹھیک ہے بس میں نے یہ گھر خرید لیا" اور کوئی بھی قیمت طے نہیں کی تو یہ عقد ناجائز ہوگا۔ کیونکہ بعد میں زید اور بکر کے مابین قیمت کے بارے میں جھگڑا ہو سکتا ہے۔

خلاصہ بحث

مندرجہ بالا بحث سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اجتماع العقود میں دونوں عقود اس انداز میں جمع کیے جاتے ہیں کہ ان کے مابین کسی قسم کا ربط نہیں ہوتا اور ان سے متعلق حقوق اور ذمہ داریاں بھی جدا جدا رہتی ہیں اور کسی عقد کے اثرات دوسرے عقد پر مرتب نہیں ہوتے۔ اگر اختلافی و انفرادی اقوال کو چھوڑ کر دیکھا جائے تو اجتماع العقود کے حوالے سے تمام مذاہب کی آراء کا خلاصہ درج ذیل چارٹ کی صورت میں پیش کیا جاسکتا ہے۔

اجتماع العقود	صفقہ کی نوعیت	احناف و شوافع	حنابلہ	مالکیہ
بعتك هذه الدار و اجرتك الاخرى بالف	صفقان فی صفقہ	دونوں عقد جائز	بیع و اجارہ میں جائز باقی میں ناجائز	
بعتك داري بكذا و اجرتك الاخرى بكذا	صفقان فی صفقہ	دونوں عقد جائز		
بعتك داري هذه و اجرتكها شهرا بالف	صفقان فی صفقہ	دونوں ناجائز		
أبيعك هذا الثوب بنقد عشرة و بنسيئة عشرين	صفقان فی صفقہ	اگر کسی ایک قیمت پر رضامندی ہوگئی تو یہ عقد جائز ورنہ ناجائز		

عقود کے مطلق جواز کا تصور

احناف،⁸² شوافع،⁸³ مالکیہ⁸⁴ اور حنابلہ⁸⁵ کا اس پر اتفاق ہے کہ عقود اپنی اصل کے اعتبار سے مباح اور حلال ہیں۔ کسی عقد کو حرام اور ناجائز ثابت کرنے کے لیے شرعی دلیل کا ہونا ضروری ہے، جیسے علامہ الزیلعیؒ (۷۴۳ھ) لکھتے ہیں: وَلَا تُسَلِّمَنَّ أَنَّ حُرْمَةَ الْبَيْعِ أَصْلُ بَلْ الْأَصْلُ هُوَ الْحِلُّ وَالْحُرْمَةُ إِذَا تَبَيَّنَتْ إِنَّمَا تَبَيَّنَتْ بِالْأَدْلِيلِ الْمَوْجِبِ لَهَا⁸⁶ (ہم بیع کی حرمت کو اصل کے طور پر تسلیم ہی نہیں کرتے بلکہ بیع کی اصل حلت ہے۔ اور حرمت کسی دلیل شرعی کے ساتھ ثابت ہوتی ہے)۔ علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ)⁸⁷ اور علامہ ابن القیمؒ (۷۵۱ھ)⁸⁸ بھی اسی کے قائل ہیں۔ بیع اور قرض کو اس لیے جمع نہیں کیا جاسکتا کہ اس کی حرمت پر دلیل شرعی موجود ہے۔ دلیل شرعی

سے مراد قرآن، سنت، اجماع، اور قیاس متفق علیہ ادلہ شرعیہ² ہیں۔⁸⁹ یعنی جس اجتماع العقود کی ممانعت پر ان چار ادلہ میں سے کوئی ایک دلیل شرعی پائی جائے گی تو وہ اجتماع ناجائز ہو گا۔

اجتماع العقود کے معیار

کن عقود کو ایک دوسرے کے ساتھ جمع کیا جاسکتا ہے اور کن کو نہیں۔ اس حوالے سے ڈاکٹر محمد ربونا (۲۰۰۷) نے هیئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية³ کے المعییر الشرعیہ کو مد نظر رکھتے ہوئے چار معیار بیان کیے ہیں، یہاں پر ان کا خلاصہ بیان جاتا ہے۔ اُن کے نزدیک پہلا معیار تو شرع میں عقود کا مطلق جواز ہے، یعنی اگر کسی اجتماع العقود کی ممانعت پر کوئی دلیل شرعی وارد نہیں ہوئی تو وہ جائز متصور ہو گا۔ دوسرا معیار اصطلاحات کے حوالے سے ہے۔ عقود کی اصطلاحات ایک دوسرے سے قدرے مختلف ہوتی ہیں جس کی وجہ سے اُن عقود کا ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہونا محال ہوتا ہے۔ ڈاکٹر ربونا کہتے ہیں کہ اصطلاحات اگرچہ کسی حد تک اہمیت کی حامل ہوتی ہیں، لیکن اُس سے بھی زیادہ اہمیت عقود کے مقاصد و معانی کو دی جانی چاہیے، اور اس پر وہ علامہ ابن القیم (۷۵۱ھ) اور امام شوکانی (۱۲۵۵ھ) کے حوالے سے کہتے ہیں کہ الفاظ کی بجائے مقاصد و معانی کا اعتبار کیا جانا چاہیے۔ اگر اجتماع العقود کا ڈھانچہ معاشی و معاشرتی فلاح و بہبود کا سبب بن رہا ہو تو اس کا اعتبار ہونا چاہیے۔ تیسرا معیار عقود کے مشترکہ مقاصد کا ہے، یعنی اگر مختلف عقود کا لحاظ اُن کے انفرادی مقاصد کے اعتبار سے کیا جائے گا تو پھر اُن کا اجتماع ممکن نہیں ہو گا۔ اور اگر انہی عقود کے مشترکہ مقصد کو مد نظر رکھا جائے تو اُن کے مابین اجتماع ممکن ہو سکتا ہے۔ اس حوالے سے وہ اجارہ و ہبہ اور اجارۃ منتہیۃ بالتملیک کی امثلہ ذکر کرتے ہیں۔ چوتھا معیار غرر کی قبولیت اور عدم قبولیت کا ہے یعنی جو عقد غرر کا محتمل ہو سکتا ہے، اُسے ایسے عقد کے ساتھ جمع کیا جاسکتا ہے جو غرر کو قبول کرتا ہے۔ اور

² معتزلہ میں سے نظام، اور کچھ خوارج اجماع کو دلیل شرعی تسلیم نہیں کرتے۔ جبکہ شیعہ اور ظاہری قیاس کو دلیل شرعی تسلیم نہیں کرتے۔ لیکن مذاہب اربعہ اور امت کی اکثریت قرآن و سنت کے بعد اجماع اور قیاس دونوں کو دلیل شرعی تسلیم کرتے ہیں۔

³ اسلامی سلطنت بحرین میں ۲۶ فروری ۱۹۹۰ کو اس ادارے کی بنیاد رکھی گئی۔ انگلش میں اسے Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions کہا جاتا ہے، جسے مختصراً ایوئی (AAOIFI) کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس ادارے میں مذاہب اربعہ (حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی) کے ۲۰۰ علماء اور سکالرز ممبر ہیں جو جدید تعلیم اور تحقیق کے جدید طرق سے بہرہ ور ہیں۔ جو اپنے تئیں پوری کوشش میں لگے ہیں کہ اس سودی نظام معیشت کا ایسا متبادل اسلامی معاشی نظام متعارف کرایا جائے جو معیشت کے جدید ترقی یافتہ شعبہ جات جیسے تمویل (Finance)، المحاسبہ و المراجعة، (Accounting and Auditing) اور بینکنگ، الغرض ہر شعبے میں واقعی ایک مکمل متبادل نظام کہلائے۔ اس ادارے کے اجلاس سہ ماہی، شش ماہی اور سالانہ بنیادوں پر منعقد ہوتے ہیں، جن میں عصر حاضر کے جدید معاشی و حسابی مسائل کے اسلامی حل کے لئے غور و فکر کیا جاتا ہے۔ اجلاس میں تحقیقی مقالہ جات پڑھے جاتے ہیں، جن میں پیش کردہ تعبیرات و توجیہات پر جرح کے بعد اُن مقالات کو متعلقہ معاشی و حسابی مسائل کے شرعی حل کے طور پر اتفاق رائے سے قبول یا مسترد کیا جاتا ہے۔ یہ ادارہ متفقہ طور پر پاس ہونے والے شرعی حل کو فقہی قانون کی شکل دے کر ہر سال معاشی مسائل سے متعلقہ قوانین کو المعاییر الشرعیۃ کے نام سے عربی میں شائع کرتا ہے، اور کچھ عرصے کے بعد انگریزی میں ترجمہ کر کے اسے (Shariah Standards) کے نام سے شائع کرتا ہے اور حسابی مسائل کو المعاییر المحاسبیۃ و المراجع (Accounting, Auditing and Governance Standards) کے نام سے شائع کرتا ہے، اس کو بھی عربی اور انگریزی میں شائع کیا جاتا ہے۔ ادارے کی بنیادی اہمیت یہ ہے کہ اس وقت ساری دنیا کے اسلامی بینک بالعموم اور اسلامی ممالک کے اسلامی بینک بالخصوص اس ادارے کے ساتھ وابستہ ہیں۔ حال ہی میں دیگر ممالک کے مرکزی بینکوں کی طرح سٹیٹ بینک آف پاکستان نے بھی اپنے اسلامی بینکوں پر اس ادارے کے کچھ چُنیدہ (Selective) معاییر (Standards) لاگو کر دیے ہیں۔

جو عقد غرر کا متحمل نہیں، اُس کے ساتھ غرر قبول کرنے والے عقد کو نہیں ملایا جاسکتا۔ جیسے بیع اور جعالہ کو نہیں ملایا جاسکتا۔ چوتھا معیار لزوم عقد کا ہے۔ اس میں تین طرح کے عقود ہیں۔ وہ عقود جو فریقین کی رضامندی کے بغیر ختم نہیں ہوتے، انہیں لازم عقود کہا جاتا ہے، وہ عقود جو ایک فریق دوسرے فریق کی رضامندی کے بغیر ختم کر سکتا ہے، یہ غیر لازم عقود کہلاتے ہیں، اور وہ عقود جو ایک فریق پر لازم ہوتے ہیں لیکن دوسرے پر نہیں، انہیں یک طرفہ لازم عقود کہا جاسکتا ہے۔ لہذا غیر لازم عقود ایک دوسرے کے ساتھ جمع کیے جاسکتے ہیں۔ جیسے مشارکہ اور مضاربہ۔ لیکن لازم اور غیر لازم عقود کو جمع نہیں کیا جاسکتا۔

اجتماع العقود کے ضوابط

هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية کے المعايير الشرعية میں ایک ہی عوض میں اجتماع العقود کے حوالے سے صرف حنبلی اور شافعی مذہب کو بنیاد بنایا گیا ہے، اسی طرح ایک ہی سودے میں دو الگ قیمتوں والے معاملے کے جواز پر صرف علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) کی رائے کو ذکر کیا گیا ہے۔⁹⁰ جبکہ اس سلسلے میں احناف اور مالکیہ کی رائے بھی معتبر مانی جاسکتی تھی۔ شاید اسی وجہ سے برصغیر کے علماء میں بالخصوص یہ تشویش پائی جاتی ہے کہ ان اداروں کے معاییر میں احناف فقہاء کی رائے کو نظر انداز کیا جاتا ہے اور یہ علمی تحقیقی رویوں کے مناسب نہیں ہے۔ المعايير الشرعية میں اجتماع العقود کے جو چار ضابطے بیان کیے گئے ہیں⁹¹ امثلہ کے ساتھ ان کی تشریح ذیل میں ملاحظہ کریں:

1. دو یا دو سے زیادہ عقود کے اجتماع کی ممانعت پر کوئی نص وارد نہ ہوئی ہو جیسے بیع اور قرض کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے دونوں کو جمع کرنے پر منع فرمایا ہے۔ اسی طرح بیع و شرط یا ایک بیع میں دو شرطیں بھی جائز نہیں کیونکہ ان کی ممانعت پر بھی نص وارد ہوئی ہے۔

2. دو یا دو سے زیادہ عقود کے اجتماع کو ان کے مقاصد و معانی کی کسوٹی پر بھی پرکھا جائے گا۔ اس لیے جو اجتماع العقود بظاہر درست معلوم ہو لیکن حقیقت میں وہ سود کھانے کے لیے حیلے کے طور پر استعمال ہو رہا ہو تو وہ ناجائز ہو گا۔ کیونکہ شرعی قاعدہ ہے: کل حيلة يتوصل بها إلى إحقاق باطل أو إبطال حق فهي حرام⁹² (ہر وہ حیلہ جس کے ذریعے ناجائز کو جائز اور جائز کو ناجائز کیا جائے، وہ باطل ہے)۔ جیسے بیع عینہ میں دو عقود بیع کو جمع کرنا،⁹³ جس میں فریقین کا بنیادی مقصد بیع نہیں ہوتی بلکہ ایک فریق دوسرے فریق کو قرض دے کر اُس پر نفع کمانے کی غرض سے بیع کو حیلے کے طور پر استعمال کرتا ہے۔

اگر فریقین کسی ناپسندیدہ امر یا صورت سے نکلنے کے لیے ایک شرعی عقد کو حیلے کے طور پر استعمال کریں تو یہ ایک احسن حیلہ ہے اور شریعت میں اسے پسند کیا گیا ہے اسے مخرج بھی کہا جاتا ہے۔ جیسے علامہ ابن القیمؒ (۷۵۱ھ) لکھتے ہیں: اگر ایک آدمی کسی دوسرے شخص کو آرڈر دیتا ہے کہ: میرے لیے یہ سامان خریدو، میں تمہیں اتنا نفع دوں گا اور وہ دوسرا شخص کسی تیسرے فریق سے وہ سامان خرید لیتا ہے لیکن ساتھ ہی اُس کو یہ خوف بھی دامن گیر ہوتا ہے کہ اگر آرڈر دینے والے شخص کو یہ سامان پسند نہ آیا تو وہ انکار بھی کر سکتا ہے، تو اس خوف سے بچنے کے لیے اُسے چاہیے کہ وہ تیسرے فریق سے اپنے لیے تین دن کے خیار شرط پر سامان لینے کا معاہدہ کر لے، کہ میں تین دن تک یہ سامان واپس کر سکتا ہوں۔ پھر اگر آرڈر دینے والا تین دن

- میں اپنے آرڈر کا سامان لے جاتا ہے تو ٹھیک ورنہ اُس کے پاس یہ اختیار موجود ہو گا کہ وہ تیسرے فریق کو سامان واپس کر دے اور نقصان سے بچ جائے۔ لہذا اختیار شرط کا یہ معاہدہ نقصان سے بچنے کے حیلے کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔⁹⁴
3. عقود کا اجتماع ربا کا سبب یا ذریعہ بھی نہ بنتا ہو جیسے قرض اور ہدیہ کو جمع کرنا۔ مثال کے طور پر زید بکر کو اس شرط پر قرض دے کہ بکر زید کو ایک چیز بطور ہدیہ دے گا۔ یا قرض کی رقم کے ساتھ کچھ رقم زیادہ دے گا، یا بکر ایک ماہ کے لیے اپنا گھر زید کو رہنے کے لیے دے گا۔
4. احکام اور مقاصد کے اعتبار سے ایک دوسرے کے متضاد یا متناقض عقود کا اجتماع بھی جائز نہیں ہے، جیسے ہبہ اور بیع یا ہبہ اور اجارہ کے عقود کو جمع کرنا۔ مثلاً ایک چیز ایک شخص کو ہبہ کرنا پھر اسی شخص کو وہی چیز فروخت بھی کرنا۔ جیسے زید بکر کو اپنی گاڑی ہبہ کرنے کے بعد کہے یہ گاڑی میں تمہیں اتنے میں فروخت کرتا یا اجارے پر دیتا ہوں تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ہبہ اور بیع یا ہبہ اور اجارہ متضاد عقود ہیں ہبہ کا تقاضا یہ ہے کہ جس شخص کو چیز ہبہ کی گئی ہے اُس سے کوئی چیز بطور عوض نہ لی جائے جبکہ بیع یا اجارہ میں عوض لیا جاتا ہے، اس لیے ان دو عقود کا اجتماع جائز نہیں ہے۔ اسی طرح مضاربہ اور قرض کا اجتماع بھی جائز نہیں جیسے رب المال کا مضارب کو بطور قرض راس المال دینا، کیونکہ اگر راس المال قرض ہو گا تو نقصان کی صورت میں مضارب ہی نقصان کا ذمہ دار قرار دیا جائے گا جبکہ مضاربہ میں نقصان کا ضامن رب المال ہوتا ہے مضارب نہیں، لہذا قرض اور مضاربہ دو متناقض عقود ہیں جن کا اجتماع جائز نہیں ہے۔ اسی طرح بیع صرف اور جعالہ، بیع سلم اور جعالہ، کفالہ اور مشارکہ، کفالہ اور مضاربہ، وکالہ اور کفالہ کے عقود کا اجتماع بھی جائز نہیں ہے۔
5. اگر فریقین کے مابین عقد سے قبل طے کیا جانے والا سمجھوتہ عقد میں شرط بنا دیا جائے تو اس کی پاسداری فریقین پر لازم ہوگی۔ تاہم موجودہ اسلامی بینکوں میں یہ معاملہ اُنکے متعلقہ تجارتی عرف اور روایات کی روشنی میں طے ہو گا بشرطیکہ وہ تجارتی عرف اور روایات شریعت سے متصادم نہ ہوں۔
6. دو یا دو سے زیادہ عقود کے اجتماع میں اگر کسی فریق نے کوئی وعدہ کیا ہو گا تو اُس وعدے کی پاسداری صرف اُسی فریق پر لازم ہوگی۔
7. اجتماع عقود کے معاملے میں اگر کوئی بھی فریق معاملے سے اس طرح باہر نکلے کہ اپنی ذمہ داریاں نامکمل چھوڑ دے اور اس کی وجہ سے دوسرے فریق کو حقیقی نقصان بھی پہنچے تو دوسرے فریق کو یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ پہلے فریق سے اپنے نقصان کی تلافی کا مطالبہ کرے۔

اجتماع العقود میں شرعی رخصتیں اور تخفیفات

اجتماع العقود میں کچھ عقود ضمنی طور پر بھی شامل ہوتے ہیں اور ان میں غرر بھی پایا جاتا ہے، لیکن وہ غرر اصل عقود پر مؤثر نہیں ہوتا۔ کیونکہ ضمنی اور تابع عقود میں پایا جانے والا غرر قابل برداشت ہوتا ہے۔ اس حوالے سے فقہا کہتے ہیں کہ ضمنی اور تابع عقود کے اندر وہ رخصتیں بھی دے دی جاتی ہیں جو ایک اصل اور مستقل عقد میں نہیں دی جاتیں۔ ضمنی اور تابع عقد سے مراد ایسا عقد ہے جو اصلی عقد کے ساتھ منسلک اور ملحق ہوتا ہے۔ مثلاً گائے کے پیٹ میں بچے کی بیع ناجائز ہے کیونکہ اس میں غرر ہے کہ کیا پتہ بچہ مردہ پیدا ہو گا یا زندہ، لیکن حاملہ گائے کی فروخت جائز ہے، کیونکہ وہ موجود ہے اور اُس پر قبضہ کرنا، اُسے حوالے کرنا ممکن ہے، اس لیے یہاں کوئی ایسا غرر نہیں

ہے جو اس بیع کو ناجائز قرار دینے کا سبب بنے، گرچہ اُس میں وہ بچہ بھی شامل ہے جو اُس کے پیٹ میں ہے، کیونکہ اُس کی بیع ایک ضمنی اور تابع عقد ہے اور اس میں پایا جانے والا غرر قابل برداشت ہے، لہذا حاملہ گائے کی فروخت جائز ہوگی۔ اسی طرح درختوں پر موجود پھلوں کے پکنے سے پہلے اُن کی فروخت ناجائز ہے لیکن اگر کوئی پھل دار درخت خرید لے اور اُس پر پھل ابھی کچے ہوں تو یہ جائز ہے، کیونکہ اصل بیع تو درخت ہیں جن کی حوالگی میں کوئی غرر نہیں ہے، اور رہی بات کچے پھلوں کی تو وہ ضمناً شامل ہیں جن میں پایا جانے والا غرر قابل برداشت ہے۔ آج کے زمانے میں کسی چیز کے ضمنی اور تابع ہونے کا فیصلہ عرف اور تعامل کی بنیاد پر کیا جائے گا، اسلامی مالیاتی اداروں کے شرعی بورڈ ہی اُن کے معاملات میں یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کون سی چیز ضمناً اور تابع ہو سکتی ہے۔ ضمنی اور تابع عقود میں واقع غرر کو درج ذیل پانچ صورتوں میں برداشت کیا جاسکتا ہے؛

ا. ایسی جہالت اور غرر جو مالی عقود میں برداشت نہیں کیا جاتا وہ ضمنی عقود میں برداشت کیا جاسکتا ہے۔ جس کی مثالیں اوپر دی جا چکی ہیں۔

ب. حوالہ اور بیع صرف کے اجتماع العقود میں ربا البیوع اور بیع صرف کی شرائط کا پورا نہ ہونا مثلاً: تبادلے میں ایک کرنسی پر قبضہ کرنا اور دوسری کو ادھار کرنا، اُس وقت قابل برداشت ہے کیوں کہ کرنسیوں کے تبادلے کا یہ معاملہ ضمناً اور تبعاً ہوتا ہے، اصل معقود علیہ اور مقصود کچھ اور ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل آگے موجود ہے۔

ت. بیع الکالی بالکالی یا دین کے بدلے دین کی فروخت کا معاملہ جب ضمناً اور تبعاً ہو تو قابل برداشت ہے، جیسے دین کے بدلے کسی کمپنی کے شیئرز خریدنا، یا ایسی کمپنی کے شیئرز خریدنا جس پر دین ہو۔ کیونکہ ان دونوں صورتوں میں بیع تو شیئرز ہیں جو کمپنی میں جزوی ملکیت کو ظاہر کرتے ہیں، رہی بات اُس کے دیون کی تو وہ ضمناً ہیں اس لیے یہ معاملہ جائز قرار دیا جاتا ہے۔ اس کی دلیل حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان ذی شان ہے: جس نے کوئی غلام خریدا اور غلام کا کچھ مال بھی ہو تو اُس مال کا مالک غلام کو فروخت کرنے والا ہوگا، لیکن اگر خریدار نے فروخت کے وقت یہ شرط لگا دی کہ غلام کا مال بھی اُسی کا ہوگا تو پھر اُس مال کا مالک خریدار ہی ہوگا۔⁹⁵ امام مالک (۱۷۹ھ) اس پر یہ فرماتے ہیں: اس صورت میں غلام کا مال اگرچہ کسی غیر پر دین کی صورت میں ہو اور خریدار غلام کی قیمت کو بھی دین کر لے تو بھی یہ معاملہ جائز ہے گا اور دین کے بدلے دین نہیں بنے گا۔ کیونکہ غلام کے مال کا کسی غیر پر دین ہونا ضمناً ہے۔ جس سے اصل عقد پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔⁹⁶

ث. عقد کی بعض شروط کا حاجت اور مصلحت کی بدولت ضمنی عقود میں ترک کیا جانا قابل برداشت ہے، جیسے ضمنی عقود میں ایجاب و قبول کا نہ پایا جانا جیسے پھل دار درخت کی بیع میں پھلوں کی بیع بھی ضمناً آجاتی ہے لیکن اُس کے لیے الگ سے ایجاب و قبول نہیں کیا جاتا۔

جدید اسلامی مالیات میں اجتماع العقود کے استعمال کا تنقیدی جائزہ

موجودہ اسلامی بینک اور دیگر اسلامی مالیاتی اداروں میں اجتماع العقود کے تحت ایسی مالیاتی پروڈکٹ تشکیل دی جاتی ہیں۔ فقہاء کے طے کردہ اصول و شرائط کی روشنی میں عصر حاضر کے فقہاء لوگوں کی حاجت کے پیش نظر کبھی مختلف عقود کو ایک ہی معاملے میں ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح جمع کرتے ہیں کہ وہ عقود یکے بعد دیگرے تسلسل کے ساتھ مرحلہ وار مکمل ہوتے ہیں۔ موجودہ مالی معاملات میں اس کی بہترین مثال اجارۃ منتہیۃ بالتملیک اور مرابحۃ للآمر بالشراء اور مشارکۃ متناقصۃ۔ تاہم کچھ معاملات میں اجتماع العقود

کے حوالے سے شرعی قوانین کی باریکیوں سے صرف نظر کیا گیا ہے۔ جیسے وعدان کی بنیاد پر کرنسیوں کا فارورڈ معاہدہ، تکافل میں شرکت و وقف اور مضاربہ و وقف، مشارکہ متناقصہ۔

مواعدہ اور کرنسیوں کا فارورڈ معاہدہ

فقہانے فارورڈ مارکیٹ⁴ میں کرنسیوں کے تبادلے سے متعلق چند شرائط مقرر کی ہیں تاکہ معاملات شریعت کے اصولوں پر رہیں جیسے مبادلہ کی کرنسیوں کی باقاعدہ حقیقی حوالگی۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو تو پھر کرنسی کا فارورڈ معاہدہ تو نہیں ہو سکتا۔ البتہ ایک طرفہ وعدہ کیا جاسکتا ہے۔ جس کے تحت وعدہ کرنے والا مستقبل کی طے شدہ تاریخ کو دوسرے فریق کے ساتھ طے شدہ قیمت پر ایک کرنسی فروخت کرے گا۔ یہ کوئی حقیقی اور حتمی عقد نہیں ہوگا، بلکہ ایک وعدہ ہوگا، جو وعدہ کرنے والے پر لازم ہوگا۔⁹⁷ تاہم جدید محققین نے اس سے ملتی جلتی ایک نئی مالیاتی پروڈکٹ تجویز کی ہے، جسے انہوں نے "وعدان کی بنیاد پر کرنسیوں کا فارورڈ معاہدہ" کا نام دیا ہے۔ جس میں ہر فریق ایک دوسرے کو ایک طرفہ وعدہ کرتا ہے۔ اور یہ وعدے ایک دوسرے سے الگ الگ ہوتے ہیں۔ فریقین کی جانب سے وعدہ ہونے کی وجہ سے اسے "وعدان" کا نام دیا جاتا ہے۔

یہ ایک حیران کن بات ہے کہ ایک ہی معاملے میں فریقین ایک دوسرے کو وعدہ کریں اور وہ دونوں وعدے ایک طرفہ ہوں اور ایک دوسرے کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہ ہو۔ یہ کس طرح ممکن ہے؟ جبکہ دونوں ایک طرفہ وعدوں کا نتیجہ فریقین پر لزوم وعد کی صورت میں بھی نکلتا ہو۔ لہذا یہ تو صرف لفظی حیلہ بازی ہے۔ ایسے امور میں شریعت کا قاعدہ ہے: الْعُقُودُ لِلْمَقَاصِدِ وَالْمَعَانِي لَا لِلْأَلْفَافِ وَالْمَبَانِي⁹⁸ (عقدوں میں مقاصد اور معانی کا اعتبار ہوتا ہے، نہ کہ الفاظ اور ان کی ترکیب اور بناوٹ کا)۔ نتائج کے لحاظ سے یہ مواعدہ کی صورت ہی بنتی ہے۔ چاہے اس کو جو بھی نام دے دیا جائے کیونکہ مواعدہ میں فریقین ایک دوسرے کو وعدہ کرتے ہیں اور دونوں پر وعدے کا ایفاء لازم ہوتا ہے۔ اور وعدان کی صورت میں بھی فریقین پر اپنے وعدے کو پورا کرنا لازم قرار دیا جاتا ہے۔ لہذا وعدان تو معروف شکل میں مواعدہ ہی نظر آتا ہے۔ مواعدہ ایک مکمل عقد ہے۔ اس لیے وعدان پر ایک مکمل عقد کے احکام کا اطلاق ہونا چاہیے۔ اس صورت میں دو عقود کو ایک سودے میں جمع کرنا لازم آتا ہے۔ ایک عقد مواعدہ اور دوسرا بیع صرف کا عقد۔ نیز بیع صرف میں تقابض علی العوضین فی المجلس ضروری ہوتا ہے جو کہ یہاں مفقود ہے، بلکہ عوضین تو دور ایک عوض پر بھی قبضہ نہیں ہوتا۔ فقہانے فارورڈ مارکیٹ میں کرنسیوں کے لین دین کے شرعی طریقے کی یہی صورت بتائی ہے کہ وعدہ صرف ایک فریق (خریدار یا بائع) کی طرف سے کیا جائے گا۔ تاکہ یہ کسی مکمل عقد کی صورت نہ بنے۔ کیونکہ عقد کے شرعاً درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ عوضین پر قبضہ کیا جائے۔ لیکن اس صورت

⁴ موجودہ روایتی مالیاتی نظام کے کرنسیوں کے فارورڈ معاہدے سود اور غرر کی بدولت ناجائز قرار دیے گئے ہیں۔ ایسی مارکیٹ جہاں مستقبل کی طے شدہ تاریخوں کے لیے مختلف کرنسیوں یا اشیاء کی خرید و فروخت کی جاتی ہو فارورڈ مارکیٹ کہلاتی ہے۔ اور اس میں کیے گئے کرنسی کے معاہدے "کرنسی کے فارورڈ معاہدے (Foreign Exchange Contracts) کہلاتے ہیں۔ اس معاہدے میں فریقین کی طرف سے کرنسیوں کی باہم حوالگی مستقبل کی کسی طے شدہ تاریخ تک مؤخر کی جاتی ہے۔ لیکن اس معاہدے میں کرنسیوں کی قیمتیں پہلے سے ہی طے کر لی جاتی ہیں۔ ان معاہدات کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ مستقبل میں کرنسی کی قیمتوں کے گرنے کی صورت میں نقصان سے بچا جائے۔ تاہم ان معاہدات میں کرنسیوں کا حقیقی لین دین مقصود نہیں ہوتا۔ مزید تفصیل کے لیے یہ لنک موجود ہے۔ [http://www.investopedia.com/exam-guide/cfa-level-1/derivatives/currency-forward-contracts.asp]

میں تو عوضین کی حوالگی مستقبل کی طے شدہ تاریخ تک مؤخر ہوتی ہے۔ اس طرح یہ معاملہ شرعی اصولوں پر پورا نہ اترنے کی وجہ سے ناجائز قرار پاتا ہے۔

تکافل: شرک اور وقف

اسلامی مالیاتی اداروں کی جانب سے تکافل کو روایتی انشورنس کے متبادل کے طور پر متعارف کرایا گیا ہے۔ تکافل کا مطلب ہے باہم ایک دوسرے کی کفالت کرنا۔ قدیم فقہی ادب میں یہ اصطلاح نہیں ملتی۔ ماضی قریب میں اس کے لیے تائین کی اصطلاح استعمال ہوتی تھی۔ لیکن معاصر فقہاء اب سے تکافل کہتے ہیں۔ تاہم موجودہ تکافل کا تصور نیا نہیں ہے۔ بلکہ یہ اسلامی تصور کفالت کی بنیاد پر متعارف ہوا ہے۔⁹⁹ تکافل کے تحت پہلے کچھ افراد یا مالیاتی ادارے مل کر ایک تکافل کمپنی قائم کرتے ہیں۔ افراد یا ادارے مل کر جو سرمایہ تکافل کمپنی میں ڈالتے ہیں اُس کے دو حصے کیے جاتے ہیں۔ ایک حصے سے وقف فنڈ قائم کیا جاتا ہے اور دوسرے حصے سے سرمایہ کاری کی جاتی ہے۔ وہ افراد باہم شریک ہوتے ہیں۔ وہ سب شیئر ہولڈر کہلاتے ہیں اور وہی اصلی واقف بھی ہوتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے شروع میں ایک مخصوص رقم وقف کر کے وقف فنڈ قائم کیا ہوتا ہے۔¹⁰⁰ اس معاملے کو یہاں تک اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہاں شرکت اور وقف کو جمع کیا گیا ہے۔ لیکن اس اجتماع العقود میں شرکت کے لیے وقف کو شرط بنایا گیا ہے۔ یعنی اگر کوئی شیئر ہولڈر وقف نہ کرنا چاہے تو تکافل کمپنی میں وہ شریک نہیں بن سکتا۔ لہذا یہ الشركة علی شرط الوقف ہونے کی وجہ سے ناجائز ہونا چاہیے۔ کیونکہ شرکت عقود معاوضات میں سے ہے،¹⁰¹ جس کے ساتھ ہبہ یا وقف کی شرط نہیں لگائی جاسکتی۔ اس لیے یہ شرکت فاسد ہوگی۔ اگر یہ کہا جائے کہ عقد میں وقف کی شرط کہیں بھی درج نہیں ہوتی تو جواباً کہا جائے گا کہ معروف ہونے کی وجہ سے یہاں المعروف کا مشروط¹⁰² (معروف مشروط کی مانند ہوتا ہے) کے تحت ہی دیکھا جائے گا۔ جب کوئی شخص وقف فنڈ میں حصہ ڈالے بغیر شرکت میں حصہ ڈار نہیں بن سکتا تو اس کا مطلب یہی نکلتا ہے کہ شرکت کے لیے وقف شرط ہے خواہ اس کا ذکر نہ کیا جائے۔ اسی طرح جو کلائنٹ (خریدار) تکافل کی سہولت لیتا ہے اور اس کے لیے وہ ایک خاص رقم تکافل کمپنی کو دیتا ہے جس کا ایک حصہ وقف پول میں اور دوسرا حصہ مضاربہ پول میں جاتا ہے۔ یہاں پر بھی وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ وقف اور مضاربہ آپس میں مشروط ہیں؟ تو جواب دیا جاتا ہے کہ نہیں اس وقف کا مضاربہ کے عقد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ لیکن پھر ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کلائنٹ وقف نہ کرنا چاہے تو کیا اُس کی رقم صرف مضاربہ کی مد میں مقبول ہوگی؟ اگر جواب نہیں میں ہے تو پھر وہی اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو ایک عقد معاوضہ کو عقد تبرع کے ساتھ مشروط کرنا ہے، جو کہ تمام فقہاء کے نزدیک ناجائز ہے۔

تاہم تکافل کے معاملے کو اگر مقاصد شریعت کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ حاجت بہ منزلہ ضرورت کے درجے پر نظر آتی ہے۔ اس میں لوگوں کی فلاح و بہبود کا عنصر موجود ہے۔ تکافل امداد باہمی کی ہی ایک صورت ہے۔ ماضی قریب میں جب کہ تکافل ابھی متعارف بھی نہیں ہوا تھا تو اُس وقت کے علماء روایتی انشورنس کو سود اور غرر کی خرابیوں کے باوجود ضرورت کے فقہی قاعدے کے تحت جائز قرار دیتے رہے ہیں۔ جیسے ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے مجلس شرعی مبارکپور⁵ نے اپنے فیصلے میں چند شرائط کے ساتھ روایتی

⁵ مولانا احمد رضا خان بریلوی کے پوتے مفتی اختر رضا خان قادری الازہری نے ۱۹۸۵ء میں "کل ہند شرعی بورڈ" کے نام سے ۳۰ جید مفتیان عظام پر مشتمل ایک بورڈ تشکیل دیا۔ جو بعد میں ۱۹۹۲ء کو مجلس شرعی مبارکپور میں تبدیل ہو گیا۔ اس کا قیام دارالعلوم اشرفیہ، مصباح العلوم، مبارکپور، انڈیا میں ہوا۔ اس کے اغراض و

انٹرنس کروانے کی اجازت دی ہے¹⁰³۔ چونکہ ہندوستان میں اسلامی طرز تکافل ابھی تک اس طرح متعارف نہیں جیسے دیگر اسلامی ممالک میں ہے۔ اس لیے وہاں یہ فتویٰ رائج ہے۔

مشارکہ متناقصہ

اسلامی بینکاری میں مروج مشارکہ متناقصہ کے معاملے کو اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں تین عقود مشارکہ، عقد اجارہ اور عقد بیع کو ایک ساتھ جمع کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ حدیث مبارکہ میں ایک عقد میں دو معاملات کے جمع کرنے کو ناجائز کہا گیا ہے۔ تو اس کا جواب عموماً یہی دیا جاتا ہے کہ مشارکہ متناقصہ میں مشارکہ، اجارہ اور عقد بیع ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح مشروط نہیں ہوتے کہ کسی ایک عقد کے نہ ہونے سے دوسرے عقود بھی ختم ہو جائیں۔ مشارکہ متناقصہ میں ہر عقد دوسرے عقد سے اس طرح الگ ہوتا ہے کہ ایک عقد کے نہ ہونے سے دوسرے عقود پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یعنی اگر کسی وجہ سے کسٹمر گھر کے یونٹس نہیں خریدتا تو مشارکہ اور اجارہ کے عقود اُسی طرح جاری رہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر عقد کی ابتدا میں کلائنٹ یہ نیت ظاہر کر دے کہ وہ مکان نہیں خریدے گا تو کیا اسلامی بینک اسے مشارکہ متناقصہ کی سہولت فراہم کرے گا؟ اگر جواب نہیں میں ہے تو پھر کیا عقد بیع اور مشارکہ دونوں میں شرط کا خفیہ تعلق ظاہر نہیں ہو جاتا؟ اس حوالے سے فقہاء کرام کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

منی ٹرانسفر اور حوالہ

منی ٹرانسفر اور حوالہ کے عقود کو جمع کرنا جیسے: زید اپنے گھر دس ہزار روپے بھیجنا چاہتا ہے اور زید کا گھر کسی ایسے ملک یا شہر میں ہے، جہاں بکر کا اپنا کاروبار ہے یا گھر ہے یا اُس کی جان پہچان کے لوگ ہیں، تو زید بکر سے کہتا ہے کہ تم مجھ سے آج یہ ایک سو ڈالر لے لو اور موجودہ ایکسچینج ریٹ کے مطابق میرے گھر دس ہزار روپے پہنچا دو۔ بکر زید سے ایک سو ڈالر لے لیتا ہے اور اپنے ملک یا شہر میں موجود اپنے آدمی سے کہتا ہے کہ فلاں دن دس ہزار روپے زید کے گھر پہنچا دو۔ اب یہاں پر دو عقود ہیں ایک عقد منی ٹرانسفر (حوالہ) کا ہے اور دوسرا عقد کرنسیوں کے باہمی تبادلے کا ہے کہ جس میں عموماً بیع صرف کا یہ اصول لاگو ہوتا ہے کہ ایک ہی مجلس میں دونوں کرنسیوں پر قبضہ کیا جائے، کسی ایک کرنسی کو ادھار کرنے کی صورت میں یہ تبادلہ شرعاً ناجائز ہو جاتا ہے۔ لیکن یہاں تو بکر زید سے ڈالر آج وصول کرتا ہے اور زید کے گھر میں دو یا تین دن کے بعد روپے کی صورت میں رقم پہنچاتا ہے یعنی روپوں کو ادھار کیا گیا جو کہ ناجائز ہونا چاہیے کہ اس میں بیع صرف کی شرط پوری نہیں ہو رہی۔

یہ اجتماع العقود جائز ہو گا کیونکہ اصلی عقد تو منی ٹرانسفر کا ہے جبکہ کرنسی کے تبادلے کا عقد تو ضمناً اور تبعاً ہے یعنی یہاں بنیادی طور پر زید کے گھر تک رقم پہنچانا مقصود ہے نہ کہ ڈالر کے بدلے میں روپے کا تبادلہ۔ یہ تبادلہ تو منی ٹرانسفر کے ضمن میں آ گیا ہے اس لیے کرنسیوں کے اس تبادلے میں بیع صرف کی شرط تقابض علی العوضین فی المجلس کا نہ پایا جانا قابل برداشت ہے۔ لیکن اگر کرنسیوں کا یہ تبادلہ بذات خود الگ مستقل طور پر مقصود ہوتا اور کسی عقد کے ضمن میں نہ ہوتا تو اُس صورت میں بیع صرف کی شرط تقابض علی العوضین فی المجلس کے نہ پائے جانے سے کرنسیوں کے تبادلے کا عقد ناجائز ہوتا۔ اور اس کی دلیل حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان ذی شان ہے: جس نے کوئی غلام خرید اور غلام کا کچھ مال بھی ہو تو اُس مال کا مالک غلام کو فروخت کرنے والا ہو گا، لیکن اگر خریدار نے فروخت

مقاصد میں حنفیت کے اصولوں کی روشنی میں جدید شرعی مسائل پر اجتہادی فیصلے صادر کرنا ہے۔ اس وقت اس بورڈ کی سربراہی مفتی نظام الدین رضوی کر رہے ہیں۔ مجلس شرعی کے فیصلے "صحیفہ مجلس شرعی" کے نام سے شائع ہوتے ہیں۔ البتہ پہلا صحیفہ "صحیفہ فقہ اسلامی" کے نام سے شائع ہوا تھا۔

کے وقت یہ شرط لگادی کہ غلام کا مال بھی اُسی کا ہوگا تو پھر اُس مال کا مالک خریدار ہی ہوگا۔¹⁰⁴ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ خریدار غلام کے ساتھ اُس کے مال کا بھی مالک ہوگا حالانکہ مال کا کوئی پتہ نہیں کہ کیسا ہے؟ کیا ہے؟ کم ہے یا زیادہ؟ نیز یہ مال کے بدلے مال کا معاملہ بھی بنتا ہے، لیکن اس میں ربا البیوع کے احکام کا بھی خیال نہیں رکھا گیا۔ اس کے باوجود یہ بیع درست قرار دی گئی کیونکہ اصل بیع تو غلام تھا جس میں کسی قسم کا غرر، ربا نہیں تھا۔ رہی بات اُس کے مال کی تو وہ چونکہ ضمناً اور تبعاً تھا اس لیے ان ساری باتوں کا خیال نہیں رکھا گیا۔ اس حدیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کرنسیوں کے تبادلے کا معاملہ ضمناً ہوگا تو اس بات کی اجازت ہوگی کہ ایک عوض پر قبضہ کر کے دوسرے عوض کو ادھار کر لیا جائے۔

نتیجہ بحث

فقہاء کرام نے مشارکہ و مضاربہ، مضاربہ و قرض، حوالہ اور قرض، عقود معاوضات کے ساتھ کفالہ اور وکالہ کے عقود کا اجتماع و اشتراط، بیع اور قرض، بیع اور جعالہ اور دیگر فرضی صورتوں پر مفصل اصولی مباحث کی ہیں اور ان میں جواز اور عدم جواز کے احکام مرتب کیے ہیں۔ مباحث کا انداز ایسا ہے جو ہر زمانے کے محققین کے لیے تحقیق اور قیاس کی نئی راہیں کھولتا ہے۔ عظیم فقہاء نے قدیم زمانے میں ایسے دائمی اصول مرتب کیے کہ جن کی دھار وقت کی بھاری ضربوں سے کند نہیں ہوئی۔ بلکہ کسی تیغ کی مانند انہوں نے وقت کو اپنے لیے سنگِ فساں سمجھا اور ہر زمانے کے مسائل کی کاٹ میں اہم کردار ادا کیا۔ وہ اصول آج بھی انسانیت کے لیے مدد و معاون ثابت ہو رہے ہیں۔ محققین انہی کی روشنی میں نئے اصول و ضوابط متعارف کر رہے ہیں۔ معیشت کے میدان میں شریعت کے احکام پر پورا اترتی نت نئی مالیاتی پروڈکٹس کا ظہور انہی فقہاء کی مرہونِ منت ہے۔

فقہاء کی کتب میں موجود اجتماع العقود کی فرضی امثلہ نظیر (Precedent) کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اگر کلاسیکل فقہ میں موجود یہ نظیریں (Precedents) زمانے کی ضروریات کے لیے ناکافی ہیں، تو انہی اصولوں پر نئی پروڈکٹس متعارف کرائی جاسکتی ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ نئی پروڈکٹس میں غرر اور جہالہ بھی آئے آئیں لیکن انہیں آڑے ہاتھوں لینے سے پہلے یہ تحقیق کر لینی چاہیے کہ کہیں وہ غرر کسی ضمنی اور تبعی عقد کی وجہ سے تو نہیں ہے۔ کیونکہ جو غرر کسی ضمنی اور تبعی عقد میں ہو قابل برداشت ہے۔ نیز نئی پروڈکٹ کو مقاصد شریعت کی کسوٹی پر بھی پرکھنا ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے مالیاتی مہندسین (Financial Engineers) کو جدید معاشی و بینکاری علوم سے بہرہ ور علماء سے فقہی معاملات کی ٹریننگ دلوائیں۔ اسلامی مالیاتی اداروں کے شریعہ سپروائزری بورڈ کے ممبران کو چاہیے کہ وہ اجتماع العقود پر مبنی موجودہ پروڈکٹس پر نظر ثانی کریں اور ان سے متعلقہ ٹریننگ پر بھی ضرور توجہ دیں۔



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

حوالہ جات (References)

¹ حنبل، احمد بن محمد، مسند الإمام أحمد بن حنبل، مؤسسة الرسالة، بیروت، ۲۰۰۱، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، حديث نمبر: ۹۵۸۴
Hanbal, Ahmad b. Muhammad, Musnad al-Imām Ahmad bin Hanbal. Mu'ssasah al-Risālah, Berūt, 2001, Musnad Abi Hurerah (RA), Hadith no. 9584.

² مالک بن انس، مؤطا امام مالک، دار إحياء التراث العربي، بیروت، ۱۹۸۵، کتاب البيوع، باب النهي عن بيعتين في بيعة، حديث نمبر: ۷۲

Mālik bin Anas , Mu'tta Imām Malik, Dar Ihyā al-Turāth al-Arabi, Berūt, 1985, Kitāb al-Buyū', bab al-nahi 'an bayeatayn fi bayea, Hadith no. 72

³ الترمذی، مُجَدِّد بن عیسی، الجامع الترمذی، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي، مصر، ١٩٧٥، باب ما جاء في النهي عن بيعتين في بيعة، حديث نمبر: ١٢٣١

Al-Tirmazī, Muhammad b. 'Isa. Al-Jāmi' Al-Tirmazī, Shirkah Maktabah wa Matba'ah Mustafaa al-Bābi, Egypt, 1975, Bab Ma Ja'a fi al-nahi 'an bayeatayn fi bayea, , Hadith no. 1231.

⁴ النسائي، احمد بن شعيب ، السنن الصغرى، مكتب المطبوعات الإسلامية ، حلب، ١٩٨٦، كتاب البيوع، باب بيعتين في بيعة، حديث نمبر: ٤٦٣٢

Al-Nāsa'i, Ahmad b. Shoaib. Al-Sunan Al-Sughra. Maktab al-Matbū'at al-Islāmiyyah , Halb, 1986, Kitab al-Buyū', Bab bayeatayn fi bayea..., Hadith no. 4632.

⁵ ابن حبان، مُجَدِّد، الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، مؤسسة الرسالة، بيروت، ١٩٨٨، كتاب البيوع، حديث نمبر: ٤٩٧٣
Ibn Habban, Muhammad . Al-Ihsān fi Taqrīb Sahih Ibn-e-Habban. Mu'ssarah al-Risalah, Berūt, 1988, Kitab al-Buyū, Hadith no. 4973.

⁶ البيهقي، احمد بن حسين، السنن الكبرى، دار الكتب العلمية، بيروت، ٢٠٠٣، كتاب البيوع، باب النهي عن بيعتين في بيعة، حديث نمبر: ١٠٨٧٨

Al-Bayhaqi, Ahmad b. Hussain . Al-Sunan Al-Kubra. Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, Berūt, 2003, Kitab al-Buyū', Bab bayeatayn fi bay'ah, Hadith no. 10878.

⁷ الباني، مُجَدِّد ناصر، إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل ، المكتب الإسلامي، بيروت، ١٩٨٥، ٣: ٣٥٨
Al-Bāni, Muhammad Nasir. Irwa' ul Ghalil fi Takhrij Ahādīth Manār al-Sabil. Al-Maktab al-Islami, Berut, 1985, 3: 358

⁸ ابو داود، سليمان بن الاشعث، سنن أبي داود، المكتبة العصرية، بيروت، سن طباعت نامعلوم، كتاب البيوع ، باب فيمن باع بيعتين في بيعة، حديث نمبر: ٣٦٤١

Abu Da'ūd, Sulaiman b. al-Ash'ath. Sunan Abu Da'ūd. Al-Maktabah al-'Asriyyah, Berut, Kitāb al-Buyū', Bab Fi Man Baa'a bayeatayn fi bay'ah, Hadith no. 3641.

⁹ ابن حبان، الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان ، كتاب البيوع، حديث نمبر: ٤٩٧٤
Ibn Habban, Al-Ihsan fi Taqreeb Sahih Ibn-e-Habban. Kitab al-Buyū', Hadith no. 4974.

¹⁰ الحاكم، مُجَدِّد بن عبد الله، المستدرک على الصحيحين، دار الكتب العلمية ، بيروت، ١٩٩٠، كتاب البيوع، حديث نمبر: ٢٢٩٢
Al-Hākim, Muhammad b. Abdullah. Al-Mustadrak Ala al-Sahihayn. Dar al-Kutub Al-Ilmiyyah, Berut, 1990, Kitab al-Buyū', Hadith no. 2292.

¹¹ البيهقي، السنن الكبرى، حديث نمبر: ١٠٨٧٩
Al-Bayhaqi, Al-Sunan Al-Kubra, Hadith no. 10879.

¹² الحاكم، المستدرک على الصحيحين، ٢: ٥٢
Al-Hākim, Al-Mustadrak Ala al-Sahihayn, 2: 52.

¹³ ابوابراهيم، اسماعيل بن جعفر، حديث علي بن حجر السعدي عن إسماعيل بن جعفر المدني، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع، الرياض، ١٩٩٨، حديث نمبر: ٤٢٦

Abu Ibrahim, Ismā'il b. Ja'far, Hadith 'Ali bin Hajar al-Su'di 'an Isma'il bin Ja'far al-Madani. Maktabh al-Rushd Li al-Nashr wa Tauzee', Al-Riyad, 1998, Hadith no. 426.

¹⁴ مسند الإمام أحمد بن حنبل ، مسند عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما، حديث نمبر: ٦٦٧١
Musnad Ahmad bin Hanbal, Musnad 'Amar bin al-'Aas, Hadith no. 6671.

¹⁵ الترمذی، الجامع الترمذی، حديث نمبر: ١٢٣٤
Al-Tirmazi, Al-Jāmi' Al-Tirmazi, Hadith no. 1234.

¹⁶ سنن أبي داود، كتاب البيوع ، باب في الرجل يبيع ما ليس عنده، حديث نمبر: ٣٥٠٤
Sunan Abī Da'ud, Kitab al-Buyū', Bab Fi al-Rajul..., Hadith no. 3504.

¹⁷ السنن الصغرى للنسائي، كتاب البيوع، حديث نمبر: ٤٦٣٠
Al-Sunan Al-Sughra Li Al-Nasā'i. Kitab al-Buyū' Hadith no. 4630.

¹⁸ البيهقي، السنن الكبرى، كتاب البيوع، باب من قال لا يجوز بيع العين الغائبة، حديث نمبر: ١٠٤١٩

Al-Bayhaqi, Al-Sunan Al-Kubra, Kitab al-Buyu', Bab man Qaal ..., Hadith no. 10419.

¹⁹ الطبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الأوسط، دار الحرمین، القاهرة، من اسمه عبد الله، حدیث نمبر: ۴۳۶۱

Al-Tibran, Sulaiman b. Ahmad (d. 360H). Al-Mu'jam al-Ausat. (Dar al-Harmain, Al-Qahirah), Man Ismuhoo Abdullah, Hadith no. 4361.

²⁰ الحاکم، محمد بن عبد الله، معرفة علوم الحديث، دار الكتب العلمية، بیروت، ۱۹۷۷، ذکر النوع التاسع والعشرين من علوم الحديث، ۱:

۱۲۸

Al-Hakim, Muhammad b. Abdullah. Ma'rifat-u-Uloom al-Hadith. Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Berut, 1977, Bab Zikr al-Nau' al-Tasi'..., 1: 128.

²¹ البيهقي، السنن الكبرى، نمبر: ۱۰۸۷۹

Al-Bayhaqi, Al-Sunan Al-Kubra, Hadith no. 10879.

²² مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن مسعود، حدیث نمبر: ۳۷۸۳

Musnad Ahmad bin Hanbal, Musnad Abdullah bin Masud, Hadith no. 3783.

²³ البزار، ابو بکر احمد بن عمرو، مسند البزار، مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة، ۲۰۰۹، مسند عبد الله بن مسعود، حدیث نمبر:

۲۱۰۷

Al-Bazzar, Abubakr Ahmad b. 'Amar. Musnad Al-Bazzar. Maktabah al-Uloom wa al-Hikam, Al-Madeenah al-Munawwarah, 2009, Musnad Abdullah bin Masud, Hadith no. 2107.

²⁴ الشاشي، ابو سعيد الهيثم، المسند للشاشي، مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة، ۱۴۱۰ھ حدیث نمبر: ۲۹۱

Al-Shashī, Abu Saeed al-Haytham. Al-Musnad Li al-Shashi. Maktabah al-Uloom wa al-Hikam, Al-Madeenah al-Munawwarah, 1410H, Hadith no. 291.

²⁵ الصنعاني، ابو بكر عبد الرزاق، المصنف، المكتب الإسلامي، بیروت، ۱۴۰۳ھ، كتاب البيوع، باب بيعتان في بيعه، حدیث نمبر: ۱۴۶۳۶

Al-San'anī, Abubakr Abdul Razzaq (d. 211H), Al-Musannaf. (AL-Mktab al-Islami, Berut, 1403H), Kitab al-Buyu', bab bayeatayn fi bay'ah, Hadith no. 14636.

²⁶ ابن ابی شيبه، ابوبكر، المصنف في الأحاديث والآثار، مكتبة الرشد، الرياض، ۱۴۰۹، كتاب البيوع والأقضية، باب في الرجل يبيع البيع

على أن يأخذ الدينار بكذا، حدیث نمبر: ۲۳۲۴۷

Ibn Abi Shaybah, Abubakar (d. 235H). Al-Musannaf fi al-Ahaadith wa al-Athaar. Maktaba al-Rushd, al-Riyad, 1409, Kitab al-Buyu' Wa al-Aqdiyyah, Bab fi al-Rajul..., Hadith no. 23247.

²⁷ مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن مسعود، حدیث نمبر: ۳۷۲۵

Musnad Ahmad bin Hanbal, Musnad Abdullah bin Masud, Hadith no. 3725.

²⁸ البزار، مسند البزار، مسند عبد الله بن مسعود، حدیث نمبر: ۲۱۰۷

Al-Bazzar, Musnad Al-Bazzar, Musnad Abdullah bin Masud, Hadith no. 2107.

²⁹ المروزي، محمد بن نصر، السنة، مؤسسة الكتب الثقافية، بیروت، ۱۴۰۸ھ، ۱: ۵۷

Al-Maroozi, Muhammad b. Nasr. Al-Sunnah. Mu'assah al-Kutub al-Thaqafah, Berut, 1408H, 1: 57.

³⁰ شوکانی، محمد بن علی، نیل الأوطار، دار الحديث، مصر، ۱۹۹۳، كتاب البيوع، باب بيعتين في بيعه، ۵: ۱۸۰

Shokani, Muhammad b. Ali. Nayl al-Autaar. Dar al-Hadith, Egypt, 1993, Kitab al-Buyu', bab bayeatayn fi bay'ah, 5: 180.

³¹ ابن عبد البر، يوسف بن عبد الله، الاستذكار، دار الكتب العلمية، بیروت، ۲۰۰۰، كتاب البيوع، باب النهي عن بيعتين في بيعه، ۶: ۴۴۷

Ibn Abdul Bir, Yusuf b. Abdullah (d. 463H). Al-Istizkar. (Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Berut, 2000), Kitab al-Buyu', bab al-Nahi 'an bayeatayn fi bay'ah, 6: 447.

³² مبارکپوری، محمد عبد الرحمن، تحفة الأحوذی بشرح جامع الترمذی، دار الكتب العلمية، بیروت، أبواب البيوع، باب ما جاء في النهي عن

بيعتين في بيعه، حدیث نمبر: ۱۲۳۱

Mubarakpuri, Muhammad Abdul Rehman. Tuhfah al-Ahwazi Bi Sharh Jami' al-Tirmazi. Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Berut, Abwab al-Buyu', Bab Maa Jaa'a fi al-Nahi 'an bayeatayn fi bay'ah, Hadith no. 1231.

³³ ابن همام، کمال الدین محمد، فتح القدير، دار الفكر، بیروت، كتاب البيوع، ۶: ۴۴۷

Ibn Humam, Kamal al-Din. Fath al-Qadir. Dar al-Fikr, Berut, Kitab al-Buyu', 6: 447.

- ³⁴ الترمذی، الجامع الترمذی، باب ما جاء في النهي عن بيعتين في بيعة، حديث نمبر: ۱۲۳۱
Al-Tirmazi, Al-Jami' Al-Tirmazi, Bab Ma Ja'a fi al-nahi 'an bayeatayn fi bayea, Hadith no. 1231.
- ³⁵ الجصاص، ابوبكر احمد بن علي، مختصر اختلاف العلماء، ار البشائر الاسلاميه، ۱۹۹۵، في البيع الى الاجلين، ۳: ۸۴
Al-Jassas, Abubakr Ahmad b. Ali. Mukhtasar Ikhtalaf al-Ulama. Dar al-Basha'ir al-Islamiyyah, 1995, Bab fi al-Bay' il al-Ajlain, 3: 84.
- ³⁶ الكاساني، ابو بكر بن مسعود، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، دارالكتب العلمية، بيروت، ۱۹۸۶، كتاب البيوع، فصل في شرائط الصحة في البيوع، ۵: ۱۵۶
Al-Kasani, Abubakr b. Mas'ud (d. 587H). Badai' al-Sanai' fi Tarteeb al-Sharai'. (Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1986), Kitab al-Buyu', 5: 156.
- ³⁷ ابن همام، فتح القدير، كتاب البيوع، ۶: ۴۴۶
Ibn Humam, Fath al-Qadir, 6: 446.
- ³⁸ مؤطا امام مالك، كتاب البيوع، باب النهي عن بيعتين في بيعة: ۲: ۲۶۳
Mu'tta Imam Malik, Kitab al-Buyu', bab al-nahi 'an bayeatayn fi bayea, 2: 663.
- ³⁹ الماوردي، علي بن محمد، الحاوي الكبير، دار الكتب العلمية، بيروت، ۱۹۹۹، ۵: ۳۴۱
Al-Mawardai, Ali b. Muhammad (d. 450H), Al-Hawi al-Kabir. Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1999, 5: 341.
- ⁴⁰ ابن قدامه، عبدالله بن احمد، المغنى، مكتبه القاهرة، ۱۹۶۸، ۴: ۱۴۶
Ibn Qudamah, Abdullah b. Ahmad. Al-Mughni. Maktabah Al-Qahirah, 1968, 4: 146.
- ⁴¹ مؤطا امام مالك، كتاب البيوع، باب النهي عن بيعتين في بيعة: ۲: ۲۶۳
Mu'tta Imam Malik, Kitab al-Buyu', bab al-nahi 'an bayeatayn fi bayea, 2: 663.
- ⁴² المرغيناني، برهان الدين علي بن ابوبكر، الهداية في شرح بداية المبتدي، دار احياء التراث العربي، بيروت، سن طباعت نامعلوم، ۳: ۴۹
Al-Marghinani, Burhan al-Din Ali b. Abubakr. Al-Hidayah fi Sharh Bidayat al-Mubtadi. Dar Ihya al-Turath al-Arabi, Beirut, 3: 49.
- ⁴³ ابن قدامه، المغنى، كتاب البيوع، مسألة النهي عن بيعتان في بيعة، ۴: ۱۴۶
Ibn Qudamah, Al-Mughni, Kitab al-Buyu', Bab Mas'alah al-Nahi 'an Bay'atan fi Bay'ah, 4: 146.
- ⁴⁴ النووي، يحيى بن شرف، المجموع شرح المذهب مع تكملة السبكي والمطبعي، دار الفكر، بيروت، سن طباعت نامعلوم، كتاب البيوع، باب ما نهي عنه من بيع الغر وغيره، ۲: ۲۰
Al-Nawawi, Yahya b. Sharf. Al-Mamu' Sharh al-Muhazzab Ma' Takmila al-Subki wa Muti'i. (Dar al-Fikr, Beirut), Kitab al-Buyu', Bab Maa Nuhya 'anhu..., 2: 20.
- ⁴⁵ البيهقي، السنن الكبرى، ۵: ۵۶۰
Al-Bayhaqi, Al-Sunan Al-Kubra, 5: 560.
- ⁴⁶ ابن تيمية، تقى الدين، مجموع الفتاوى، مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، المدينة النبوية، ۱۹۹۵، باب الربا، ۲۹: ۴۴۱
Ibn Taymiya, Taqi al-Din. Majmū' al-Fatawa. Majma' al-Malik Fahad, Al-Madinah al-Munawwarah, 1995, Bab al-Riba, 29: 441.
- ⁴⁷ ابن القيم، إعلام الموقعين عن رب العالمين، دار الكتب العلمية، بيروت، ۱۹۹۱، فصل في سد الذرائع، ۳: ۱۳۵
Ibn al-Qayyim . I'lam al-Muwaqi'een 'an Rabbil Alamīn. Dar al-Kutuib al-Ilmiyyah, Beirut, 1991, Fasl fi Sadd al-Zara'I, 3: 135.
- ⁴⁸ العيني، بدرالدين، البناية شرح الهداية، دار الكتب العلمية، بيروت، ۲۰۰۰، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ۸: ۱۸۵
Al Ainī, Badr al-Din (d. 855H). Al-Binayah Sharh al-Hidayah. (Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 2000), Kitab al-buyu', Bab Bay' al-Fasid, 8: 185.
- ⁴⁹ ابن همام، فتح القدير، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ۶: ۴۴۲
Ibn Humam, Fath al-Qadir, Kitab al-Buyu', Bab al-bay' al-Fasid, 6: 442.
- ⁵⁰ الكحلاني، محمد بن اسماعيل، سبل السلام، دار الحديث، بيروت، كتاب البيوع، ۲: ۲۱
Al-Kahlani, Muhammad b. Ismaeel. Subul al-Salam. Dar al-Hadith, Beirut, Kitab al-Buyu', 2: 21.
- ⁵¹ الزحيلي، وهبة، الفقه الاسلامي وادلته، دار الفكر، دمشق، كتاب البيوع، أنواع البيع الفاسد، ۵: ۱۴۵
Al-Zuhaili, Wahbah . Al-Fiqh al-Islami wa Adillatuhu. Dar al-Fikr, Damishq, Kitab al-Buyu', Anwa' al-Bay' al-Fasid, 5: 145.

- ⁵² ابن القيم، تہذیب السنن، دار المعرفة، بیروت، تحقیق محمد حامد الفقی، ۵: ۱۰۶، ۱۴۸
- Ibn al-Qayyim (d. 751H). Tahzeeb al-Sunan. (Dar al-Ma'rifah, Beirut), Tehqeeq Muhammad Hamid Al-Fiqi, 5: 106, 148
- ⁵³ سنن أبي داود، کتاب البيوع، باب في الرجل يبيع ما ليس عنده، حديث نمبر: ۳۵۰۳
- Sunan Abu Da'ud, Kitab al-Buyu' Bab fi al-Rrajul ..., Hadith no. 3503.
- ⁵⁴ البخاری، برهان الدين محمود، المحيط البرهاني في الفقه النعماني، دار الكتب العلمية، بیروت، ۲۰۰۴، کتاب البيوع، ۶: ۲۷۹
- Al-Bukhari, Burhan al-Din Mahmud, Al-Muhaet al-Burhani fi al-Fiqh al-Nu'mani. Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 2004, Kitab al-Bay'6: 279.
- ⁵⁵ الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، کتاب البيوع، فصل في الشرط الذي يرجع إلى المعقود عليه، ۵:
- Al-Kasani, Abubakr b. Mas'ud (d. 587H). Badai' al-Sanai' fi Tarteib al-Sharai'. (Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1986), Kitab al-Buyu', 5: 145.
- ⁵⁶ البخاری، المحيط البرهاني في الفقه النعماني، ۶: ۲۸۰
- Al-Bukhari, Burhan al-Din Mahmud, Al-Muhaet al-Burhani fi al-Fiqh al-Nu'mani. Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 2004, Kitab al-Bay, 6: 280.
- ⁵⁷ الباری، جمال الدين الرومي، العناية شرح الهداية، دار الفكر، سن طباعت نامعلوم، ۶: ۲۵۶
- Al-Bābarti, Jamal-ud-Din Al-Rumi. Al-Inaya Sharah al-Hidayah. (Dar al-Fikar, Beirut), 6: 256.
- ⁵⁸ سرخسی، محمد بن احمد، المبسوط، دار المعرفه، بیروت، ۱۹۹۳، کتاب الإقرار، باب الإقرار بالبيع والعيب فيه، ۱۸: ۱۳۴
- Sarakhsi, Muhammad b. Ahmad. Al-Mabsoot (Dar al-marafah, Beirut, 1993), Kitab al-iqar..., 18:134.
- ⁵⁹ الغزالي، ابوحامد محمد بن محمد، الوسيط في المذهب، دار السلام، القاهرة، ۱۴۱۷ھ، الثامن نهي عن بيع وشرط، ۳: ۹۵
- Al-Ghazali, Abu Hamid, Muhammad b. Muhammad. Al-Waseet fi al-madhab. (Dar al-salam, Cairo, 1417), Al-thamin..., 3:95.
- ⁶⁰ اعظمی، مولانا امجد علی، بہار شریعت، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۵ء، ۲: ۶۳
- Azami, Maulana Amjad Ali, Bahār-e-Shari'at. Zia al-Quran Publication, Lahore, 1995, 11, 2:63.
- ⁶¹ المرغینانی، الهداية في شرح بداية المبتدي، کتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ۳: ۵۰
- Al-Marghinani, Burhan al-Din Ali b. Abubakr. Al-Hidayah fi Sharh Bidayat al-Mubtadi, Kitab al-Buyu', Bab bay' al-Fasid, 3: 50.
- ⁶² الخرشی، محمد بن عبد الله المالکی، شرح مختصر خليل للخرشي، دار الفكر للطباعة، بیروت، ۳: ۲۲۵
- Al-Kharshi, Muhammad b. Abdullah al-Maliki, Sharah Mukhtasar Khalil lil Kahrshi. Dar al-Fikar lil Tabat, Beirut, 3: 225.
- ⁶³ الماوردی، الحاوي الكبير، کتاب البيوع، باب تفريق صفقة البيع وجمعها، ۵: ۲۹۳
- Al-Mawardai, Ali b. Muhammad, Al-Hawi al-Kabir, Kitab al-Buyu', ..., 5: 293.
- ⁶⁴ البخاری، المحيط البرهاني في الفقه النعماني، ۶: ۴۷
- Al-Bukhāri, Al-Muhaet al-Burhani fi al-Fiqh al-Nu'mani, 6: 47.
- ⁶⁵ البخاری، المحيط البرهاني في الفقه النعماني، ۶: ۷: ۲۳۰
- Al-Bukhāri, Al-Muhaet al-Burhani fi al-Fiqh al-Nu'mani, 7: 230.
- ⁶⁶ الزيلعي، عثمان بن علي، تبیین الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشيلبي، المطبعة الكبرى الأميرية، القاهرة، ۱۳۱۳ھ، ۴: ۱۶۰
- Al-Zail'i, Usman b. Ali, Tabyeen al-Haqāeq Sharah Kanz al-daqaq wa Hashia Al-Shilbi. Al-Mutba Al-Kubra Al-Ameeriah, Cairo, 1313 H, Kitab Al-Kafalah..., 4:160.
- ⁶⁷ السنهوري، د- عبد الرزاق، مصادر الحق، دار احيا التراث العربي، بیروت، ۳: ۱۳۴-۱۳۶
- Al-Sanhūri, A. Razzaq, Masādar al-Haq. Dar ihya Al-turas Al-Arbi, Beirut), 3:134-136.
- ⁶⁸ الماوردی، الحاوي الكبير، ۵: ۳۵۱
- Al-Mawardai, Ali b. Muhammad, Al-Hawi al-Kabir. Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1999), Kitab al-Buyu', Bab al-Nahi An-Albaie wa salaf..., 5: 351.
- ⁶⁹ ابن قدام، المغنى، کتاب البيوع، باب القرض، ۴: ۲۴۱
- Ibn Qudamah, Abdullah b. Ahmad, Al-Mughni. Maktabah Al-Qahirah, 1968), Kitab al-Buyu', Bab al-Qaraz, 4: 241.

- ⁷⁰ النووي، يحيى بن شرف، روضة الطالبين وعمدة المفتين، المكتب الإسلامي، بيروت، ١٩٩١، باب البيوع المنهي عنها، ٣: ٤٠٠.
- Al-Nawawi, Yahya b. Sharf . Rauzah al-Talibin, wa 'Umdat ul Muftiyyin, Al- Maktab Al- Islami, Berut 1991, Bab al-Buyu', Bab Maa Nuhi 'anhq..., 3: 400.
- ⁷¹ الشاطبي، ابراهيم بن موسى، الموافقات، دار ابن عفان، ١٩٩٧، كتاب الأدلة الشرعية، الفصل الثالث في الأوامر والنواهي، ٣: ٣.
- Al-Shatibi, Ibrahim b. Musa, Al- Muwafiqat. Dar Ibn-Affan, 1947, Kitab Adillah al-Shariah..., 3:473.
- ⁷² سرخسي، المبسوط، ١٤: ٢٧،
- Sarakhsi, Al-Mabsut. 14: 27; Al-Kasani, Badai' al-Sanai' fi Tarteeb al-Sharai'. 6: 83.
- ⁷³ القزويني، عبد الكريم بن محمد الرافعي، فتح العزيز بشرح الوجيز، دار الفكر، بيروت، ٢٧٨: ٨: ٣٨٩-٩.
- Al-Quzwaini, Abdul Kareem b. Muhammad al-Rafi'I . Fath al-Aziz bi Sharh al-Wajiz. Dar al-Fikr, Berut, Kitab al-Bay', 8: 278. Al-Nawawi, Al-Majmu' Sharh al-Muhazzab, 9: 389.
- ⁷⁴ القزويني، فتح العزيز بشرح الوجيز، كتاب البيوع، ٨: ١٩٥-١٩٥، المجموع شرح المذهب مع تكملة السبكي والمطيعي، ٩: ٣٧٣.
- Al-Quzwaini, Abdul Kareem b. Muhammad al-Rafi'I. Fath al-Aziz bi Sharh al-Wajiz. Dar al-Fikr, Berut, Kitab al-Bay', 8: 195. Al-Nawawi, Al-Majmu' Sharh al-Muhazzab, 9: 373.
- ⁷⁵ عبد الرحمن، الشرح الكبير على متن المقنع، دار الكتاب العربي للنشر والتوزيع، شبرون طباعت نامعلوم، ٤: ٥٣-٥٣، المرادوي، علي بن سليمان، الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف، دار إحياء التراث العربي، بيروت، سن طباعت نامعلوم، ٤: ٣٤٩-٣٤٩، موسى بن أحمد، الإقناع في فقه الإمام أحمد بن حنبل، دار المعرفة بيروت، سن طباعت نامعلوم، ٢: ٨٠-٨٠، منصور بن يونس، كشاف القناع عن متن الإقناع، دار الكتب العلمية، بيروت، سن طباعت نامعلوم، ٣: ١٩٣.
- Abdul Rehman, al-Sharh al-Kabir 'Ala Matan al-Muqni', Dar al-Kitāb al-Arabi Li al-Nashr wa al-Tauzi', 4: 53. Al-Mardāwi, Ali b. Sulyman, Al-Insaf Fi Ma'rifah al-Rajih min al-Khilaf. Dar Ihya al-Turath Al-Arabi, Berut', 4: 349. Al-Hajawi, Musa b. Ahmad, Al-Iqna' Fi Fiqh al-Imam Ahmad bin Hanbal. Dar al-Ma'rifah, Berut, 2: 80. Bahuti, Mansur b. Yunus. Kashāf al-Qina' 'an Matan al-Iqnā', Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Berūt , 3: 193.
- ⁷⁶ القرافي، أحمد بن إدريس، الفروق: أنوار البروق في أنواء الفروق، دار السلام للطباعة والنشر والتوزيع والترجمة، القاهرة، سن طباعت نامعلوم، ٣: ٩٢٧.
- Al-Qarāfi, Ahmad b. Idrees, Al-Furuq: Anwar al-Buruq fi Anwa' al-Furuq. Dar al-Salam Li al-Taba'ah wa al-Nashr wa al-Tauzi' wa al-Tarjimah, Qahirah, 3: 927.
- ⁷⁷ بهوتي، كشاف القناع عن متن الإقناع، ٣: ١٩٣.
- Bahuti, Kashaf al-Qina' 'an Matan al-Iqna', 3: 193.
- ⁷⁸ ابن قدامة، المغني، كتاب البيوع، مسألة النهي عن الشرطين في البيع، ٤: ١٧٠.
- Ibn Qudamah, Abdullah b. Ahmad. Al-Mughni. Kitab al-Buyu', Bab Mas'alah al-Nahi 'an Shartain fi Bay'ah, 4: 170.
- ⁷⁹ برهان الدين، ابراهيم بن محمد، المبدع في شرح المقنع، دار الكتب العلمية، بيروت، ١٩٩٧، كتاب البيوع، فصل في تفريق الصفقة، ٤: ٤٠.
- Burhan al-Din, Ibrahim b. Muhammad, Al-Mubdi' fi Sharh al-Muqni'. Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Berūt, 1997, Kitab al-Buyu', Fasl fi Tafriq al-Safaqah, 4: 40.
- ⁸⁰ القليوبي، شهاب الدين أحمد بن أحمد الشافعي، حاشيتا قليوبي وعميرة على شرح المحلى على منهاج الطالبين، مصطفى البابي الحلبي، ١٩٥٥، ٢: ١٨٨.
- Al-Qalyubi, Shahab al-Din Ahmad b. Ahmad al-Shafi'I (d. 1069H). Hashiyata Qalyubi wa 'Umairah 'ala Sharh al-Muhalla 'ala Minhaj al-Talibin. (Mustafa al-Babi al-Halbi, 1955), 2: 188.
- ⁸¹ بهوتي، كشاف القناع عن متن الإقناع، ٣: ١٩٣.
- Bahuti, Kashaf al-Qina' 'an Matan al-Iqna', 3: 193.
- ⁸² سرخسي، المبسوط، ٢٣: ٩٢ - الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ٦: ١٢٨-١٢٨، ابن عابدين، محمد أمين، رد المختار على الدر المختار، دار الفكر، بيروت، ١٩٩٢، ٦: ٢٢.
- Sarakhsi, Al-Mabsut, 23: 92. Al-Kasani, Badai' al-Sanai' fi Tarteeb al-Sharai, 6: 128. Ibn 'Abidin, Muhamad Amin Shami. Radd-ul-Mukhtar 'ala al-Durr al-Mukhtar. Dar al-Fikr, Berut, 1992 6: 22.
- ⁸³ الشافعي، محمد بن إدريس، الأم، (دار المعرفة، بيروت، ١٩٩٠، كتاب البيوع، ٣: ٣-٣.
- Al-Shafi'i, Muhammad b. Idrees , Al-'Um. Dar al-Marifah, Berut, 1990, Kitab al-Buyu', 3: 3.
- ⁸⁴ القرافي، الفروق: أنوار البروق في أنواء الفروق، ٣: ١٠٥٩.

Al-Qarafi, Al-Furuq: Anwar al-Buruq fi Anwa' al-Furuq, 3: 1059.

⁸⁵ الرازمینی، محمد بن مفلح، کتاب الفروع ومعه تصحيح الفروع، مؤسسة الرسالة، ٢٠٠٠، ٧: ٤٧٠. المرادوى، الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف، باب الإجارة، ٦: ٣١.

Al-Ramini, Muhammad b. Muflih. Kitab al-Furu' wa Ma'hu Tashih al-Furu'. Mu'ssasah al-Risalah, Beirut, 2000, 7: 470.

⁸⁶ الزيلعي، تبين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية النبلي، ٤: ٨٧.

Al-Zail'i, Tabyeen al-Haqaeq Sharah Kanz al-daqaq wa Hashia Al-Shilbi, 4: 87.

⁸⁷ ابن تيمية، تقى الدين، الاختيارات الفقهية، دار المعرفة، بيروت، ١٩٧٨، ص: ٢٣٤.

Ibn Taymiyah, Taqi al-Din, Al-Ikhtiyārāt al-Fiqhiyyah. Dar al-Marifah, Beirut, 1978, p: 647.

⁸⁸ ابن القيم، إعلام الموقعين عن رب العالمين، أخطاء المختلفين في إحاطة النصوص بأحكام الحوادث، ١: ٢٥٩.

Ibn al-Qayyim, I'lam al-Muwaqi'een 'an Rabbil Alamin, 1: 259.

⁸⁹ زيدان، دكتور عبد الكريم، الوجيز في أصول الفقه، مؤسسة قرطبة للنشر والتوزيع، شبر وسن طباعت نامعلوم، ص: ١٣٨.

Ziadan, Abdul Karim. Al-Wajiz fi Usul al-Fiqh. Muassasah Qartabah Li al-Nashr wa al-Tauzi', p: 148.

⁹⁰ المعايير الشرعية، هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية، بجنين، ٢٠١٠، الجمع بين العقود، معيار نمبر: ٢٥، ص ٣٥٥.

AAOIFI, Shariah Standards. AAOIFI, Bahrain, 2010, Standard no. 25, p: 355.

⁹¹ Ibid, p: 350. محول بالا، ص: ٣٥٠.

⁹² السعيدان، وليد بن راشد، تلقيح الأفهام العلية بشرح القواعد الفقهية، القاعدة التاسعة والثلاثون، ٢: ٥٩.

Al-Saeedan, Waleed b. Rāshid. Talqeeh al-Afham al-Illyyah bi Sharh al-Qawa'id al-Fiqhiyyah. 2: 59.

⁹³ ابو داود، سنن أبي داود، كتاب البيوع، باب في النهي عن العينة، ٣: ٢٤٢.

⁹⁴ ابن القيم، إعلام الموقعين عن رب العالمين، أقسام الحيل ومراتبها، المثال الحادي بعد المائة، ٤: ٢٣.

Ibn al-Qayyim, Ibid, 4: 23.

⁹⁵ بخارى، محمد بن اسماعيل، صحيح البخاري، دار طوق النجاة، بيروت، ١٤٢٢هـ، كتاب المساقاة، حديث نمبر: ٢٣٧٩.

Bukhari, Muhammad b. Ismaeel, Sahih al-Bukhari. Dar Tauq al-Najat, Beirut, 1422H, Kitab al-Musaqat, Hadith no. 2379.

⁹⁶ مؤطا امام مالك، ٤: ٨٨٣.

⁹⁷ محمد ايوب، اسلامي ماليات، رفاہ سنٹر آف اسلامک بزنس، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی، اسلام آباد، ٢٠١٠، ص: ٢٩٦.

Muhammad Ayūb. Islami Maliyat. RIPHAH Center of Islamic Business, RIPHAH International University, Islamabad, 2010, p: 496.

⁹⁸ الزرقا، احمد بن الشيخ محمد، شرح القواعد الفقهية، دار القلم، دمشق، ١٩٨٩، القاعدة الثانية، المادة: ٣، ص: ٥٥.

Al-Zarqa, Ahmad b. al-Shaikh Muhammad, Sharh al-Qawa'id al-Fiqhiyyah. Dar al-Qalam, Damishq, 1989. Al-Qa'idah al-thaniyah, al-Madah: 3, p: 55.

⁹⁹ دكتور وهبة الزحيلي، المعاملات المالية المعاصرة، دار الفكر، دمشق، ٢٠٠٢، ص: ٢٦٣-٢٩٥.

Wahbah Zuhailil, Al-Muamlat al-maliyyah al-Mu'asarah. Dar al-Fikr, Damishq, 2002, P: 263-95.

¹⁰⁰ قاسمي، قاضي مجاهد الاسلام، التأمين الصحي، مجلة مجمع الفقه الإسلامي، المؤتمر الإسلامي، جدة، ١٣: ١٥٥٧.

Qasmi, Qazi Mujahid al-Islam. Al-Tamin al-Sahih. Majallah Majma' al-Fiqh al-Islami, 13: 1557.

¹⁰¹ الموسوعة الفقهية الكويتية، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، الكويت، ١٤٢٧هـ، ٣٠: ٢٣٤ -

Al-Mausū'ah al-Fiqhiyyah al-Kuwaitiyyah, Wizarat al-Auqāf wa Shu'un al-Islamiyyah, al-Kuwait, 1427H, 30: 234.

¹⁰² Sarakhsi, Al-Mabsūt, Kitāb al-hibah, 12: 54. سرخسي، المبسوط، كتاب الهبة، ١٢: ٥٤.

¹⁰³ صحيفه فقه اسلامي، برکاتي پبلشر، کراچی، ص: ٣٢.

[http://bookslibrary.net/details.php?book_id=568&book=saheefa-fiqh-e-islami-jild-1 :

Sahifah Fiqh Islami, Barkati Publisher Karachi, p: 32.

¹⁰⁴ بخاری، صحيح البخاري، حديث نمبر: ٢٣٤٩.

Bukhāri, Sahih al-Bukhāri, Hadith no. 2379.